ماہنامہ محدث لاہور

شمارہ نمبر:35 ـــــ جلد نمبر 4 ـــــ شمارہ نمبر 5،6 ـــــ مئی۔جون 1974ء ـــــ جمادی الاول والثانی 1394ھ

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی مُدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے۔ جس کا نام محدث تھا کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ 1970ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: 20روپے زرِسالانہ: 200روپے بیرون ملک: 20ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ 200روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی وتحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔

ایڈریس: ماہنامہ محدث، 99۔جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور 54700۔ فون نمبر: 35866476 / 3586639 - 042

موبائل: 4600861 - 0305

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com ____ www.kitabosunnat.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

آئین وسیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدّث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ! کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

فہرست

ایمان کی تکمیل اچھے اخلاق سے ہوتی ہے 2
گِر گِر کے پہنچتے ہیں سرِ بام ہمیشہ 9
سورۂ بقرہ 10
فرضی خلیفۂ بلا فصل اور وصی رسول اللہ کے ایک دلچسپ وکیل 19
تعارف و تبصرہ کتب 37

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر   ایک نشری تقریر

ایمان کی تکمیل اچھے اخلاق سے ہوتی ہے

بروایت ابوداؤدؒ اور دارمیؒ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ اکمل المومنین ایمانا احسنهم خُلقًا۔ یعنی کامل ترین مومن خلیق ترین شخص ہوتا ہے۔

صاحب جوامع الکلم رسول خدا ﷺ کے اس فرمان کی حقیقت تک رسائی کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ایمان و اخلاق کا اصلی مفہوم ذہن نشین کیا جائے پھر ایمان و اخلاق کا باہمی رشتہ سمجھا جائے۔

چنانچہ واضح ہو کہ اصطلاحِ شریعت میں "ایمان" باری تعالیٰ سے تعلق کی وہ روشنی اور قوت ہے جو مومن کے قلب میں جاگزیں ہو کر اسے امن و سکون، زبان میں راستی اور وظیفہ اعضاء میں استواری ودیعت کرتی ہے۔ گویا انسان حال و قال سے خدا کی ذات و صفات کی تصدیق بن جاتا ہے۔ اور خلق سے مراد وہ عادات و اطوار ہیں جو انسانی اعمال کا پیش خیمہ ہوتی ہیں۔

مذکورہ تعریفوں سے دونوں کا باہمی تعلق یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایمان اعمالِ خیر کا سرچشمہ ہے تو اخلاق و اطوار ان کے ظہور پذیر ہونے کا وسیلہ ہیں یعنی قوتِ ایمانی جس قسم کے اعمال کا موجب بنتی ہے۔ اخلاق و اطوار سے اسی قسم کے سانچے مہیا ہوتے ہیں۔ گویا اخلاق و عادات کے انہی سانچوں سے ایمان کے اثرات اعمال کی صورت میں متشکل ہوتے ہیں۔

ہمارے لئے ایمانِ کامل اور خلق عظیم کی اعلیٰ ترین مثال حبیب کبریا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں۔ قرآن کریم آپ ﷺ کے بارے میں گویا ہے: انك لعلی خلق عظیم۔ یعنی آپ ﷺ خلق عظیم کے مالک ہیں۔ سورۃ النور میں تمثیلی پیرایہ میں اللہ تعالیٰ نے نور تنزیل کے لئے مشکوٰۃ (نبوت) کے لفظ سے آپ ﷺ کی مثال پیش کی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ خدائی نور کے لئے خلق مجسم ہونے کی بنا پر دریچہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا جس طرح آپ کو واسطہ بنائے بغیر خدائی نور سے فیض یابی ممکن نہیں اسی طرح آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کو اپنائے بغیر نورِ ایمان کی تکمیل ممکن نہیں۔ سیرت پاک کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہے کہ آپ ﷺ نے حق کی تبلیغ کیلئے خلقِ عظیم ہی کو اپنایا اور اسی کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے ارشادات میں اخلاق حسنہ کو نہایت اہمیت دی ہے۔ امام غزالی کی احیاء علوم الدین سے چند ایک ارشادات ملاحظہ فرمایئے۔

1. ایک شخص نے پوچھا: یارسول اللہ! دین کیا ہے؟ فرمایا: اچھا خلق۔
2. آپ ﷺ سے سوال ہوا: کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ فرمایا: اچھا خلق۔
3. نیز فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جنت میں صرف اچھے خلق والا ہی داخل ہو گا۔

مسند احمد کی ایک روایت میں تو آپ ﷺ نے ایمان کی تعریف بھی اچھے اخلاق سے کی۔ آپ ﷺ سے سوال ہوا۔ ما الایمان ؟ قال: السماحة والصبر یعنی ایمان کیا ہے؟ فرمایا: نرمی اور صبر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم میں برائی کے مقابلہ میں جیت کے لئے جن دو اخلاقی ہتھیاروں کو استعمال کرنے کا اشارہ ہے۔ مذکورہ بالا مسند احمد کی روایت میں ان کا صراحتاً ذکر ہے۔ ارشاد ہے:

ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینك وبینه عداوة كانه ولی حمیم یعنی برائی کا دفاع اچھے اخلاق سے کیجئے۔ آپ اپنے دشمن کو بھی گہرا دوست بنالیں گے۔

احادیث اور سیر کی کتابوں سے آپ کی نرم دلی اور صبر کے دو واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

1. آپ تبلیغ کے لئے طائف میں بنو ثقیف کے پاس جاتے ہیں اللہ کا پیغام سناتے ہیں لیکن جواب گالیوں اور پتھروں کی صورت میں ملتا ہے۔ زیادتی کی حد یہ ہے کہ آپ ﷺ جاں بچانے کے لئے بھاگتے ہیں تو کافر خونخوار کتے پیچھے لگا دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ نہایت تھکاوٹ اور زخمی حالت میں جبریل امین اللہ کی طرف سے یہ پیام لے کر آتے ہیں کہ اگر خواہش ہو تو ظالموں کو وادیٔ طائف کے دو پہاڑوں کے درمیان پیس کر ہلاک وبرباد کر دیا جائے لیکن اس حالت میں بھی رحمۃ للعالمین سے یہ جواب ملتا ہے کہ اگر میری دعا سے یہ تباہ ہو سکتے ہیں تو یہی دعا میں ان کی ہدایت کے لئے کیوں نہ کروں؟ لہٰذا یہ دعا کی۔ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون یعنی اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے یہ بے خبر ہیں۔

2. نجد کا والی ثمامہ بن اثال مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوتا ہے تو آپ اسے مسجد کے ایک ستون سے باندھنے کا حکم دیتے ہیں۔ پھر جب اس کی مزاج پرسی کے لئے اس کے پاس جاتے ہیں تو وہ گالیاں دیتا ہے۔ صحابہ کو اس سے بڑی تکلیف ہوتی ہے لیکن آپ صبر سے واپس چلے آتے ہیں۔ تین دن یہی کچھ ہوتا ہے۔ ثمامہ نہایت گستاخی کرتا ہے اس خیال سے کہ یہ لوگ مجھے قتل تو کر ہی دیں گے میں کیوں نہ اپنی بھڑاس نکال لوں۔ لیکن اس کی امید کے برعکس خلق مجسم اسے رہا کرنے کا حکم صادر فرماتے ہیں۔ رہائی کے تھوڑی دیر بعد ثمامہ واپس آن کر اسلام قبول کر لیتا ہے کہ آپ ﷺ نے مجھے ظاہری طور پر تو آزاد کر دیا ہے لیکن اندر قفل ڈال دیئے ہیں۔ یہ ہے خلقِ عظیم کا ثمرہ! افسوس آج اسلام کو تلوار سے پھیلانے کا طعن دینے والے اسلامی تبلیغ کے ایسے واقعات کو بھی سامنے رکھیں تو انہیں معلوم ہو کہ اسلام تو ایمان کی تکمیل کا راستہ صرف اخلاقِ حسنہ کو ہی قرار دیتا ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مدیر اعلیٰ نے یہ تقریر ۱۹/مارچ ۱۹۷۴ء کو ریڈیو پاکستان سے کی

مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے ارتقائی مدارج

اُن کی اپنی اور اُن کے صاحبزادے کی تحریروں کی روشنی میں

درج ذیل سطور میں ہم مرزا صاحب کی نبوت کے ارتقائی مدارج درج کر رہے ہیں۔ اگرچہ یہ ارتقائی مدارج خود منہاج نبوت کے شان کے خلاف ہیں لیکن مرزا صاحب ایک مبلغ سے مناظر۔ مناظر سے مصنف اور مصنف سے واعظ کی حیثیت میں متعارف ہوئے۔ اس کے بعد انہوں نے محدث کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

روپ دھارا۔ پھر مجدد کے مرتبہ پر فائز ہوئے اور بالآخر نبوت کا دعویٰ کر ڈالا۔

مدارج:

"جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا احترام کرے۔ نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوئی ہے۔ وہ ایک اُمت بنائے جو اس کو نبی سمجھتی ہو اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہو۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام۔ صفحہ ۳۴۴)

"آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرمادیا۔"

"مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کرکے اسلام سے خارج ہوجاؤں اور کافروں کی جماعت سے جاملوں۔ ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔"

"اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔"

2. مرزا صاحب بطور محدث:

یہ عاجز اللہ تعالیٰ کی طرف سے محدث ہو کر آیا ہے اور محدّث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ اگر خدا سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتاؤ اس کو کس نام سے پکارا جائے۔"

3. تکمیلِ نبوت:

مرزا صاحب کا ارشاد ہے کہ "میں جس طرح قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام تعین کرتا ہوں۔" (حقیقۃ الوحی ۲۱۱)

جائزے

ایٹمی توانائی کی اتنی ارزانی اور مسلم تہی دامن؟ اُف:

"اب بھارت جیسا بنیا" بھی ایٹمی شاہسواروں میں شامل ہوگیا ہے۔ اس نے اپنے ان سائنسدانوں کو واپس لانے کی ایک سکیم بھی بنالی ہے جو بیرون ملک چلے گئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایٹمی بھٹی میں مزید آب و تاب پیدا کرنے کے منصوبے کی تکمیل میں مصروف ہے۔

دنیا میں ایٹمی طاقت بنا اب کوئی مسئلہ نہیں رہا، جن سیاسی رہنماؤں کو اپنی کرسی سے اپنی قوم کا مستقل زیادہ عزیز ہوتا ہے وہ اپنی ذمہ داریوں سے غافل نہیں رہ سکتے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اب شلغم اور آلوؤں کی طرح ایٹم بموں کی بھی ریل پیل ہونے کو ہے۔ کیونکہ دنیا کی ہر قوم اپنی ہمسایہ اقوام سے بدگمان بھی ہے اور ان پر دھونس جمانے کی خواہاں بھی۔ ویسے بھی پہلی جن عظیم پانچ ایٹمی طاقتوں کو ایٹمی توانائیوں پر کنٹرول حاصل ہے، ان کی اجارہ داری کی وجہ سے کمزور اقوام کا جو حشر ہوا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ اب ان کے رحم و کرم پر رہنا بڑی حماقت ہے۔ اس لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

ایٹمی طاقت بننے کا جنون روز افزوں ہے مگر ایٹمی توانائی کی اتنی ریل پیل کے باوجود مسلم تہی دامن ہے، صرف ایٹمی اسلحہ کا یہاں رونا نہیں، عام قسم کے اسلحہ کے لحاظ سے بھی خود کفیل نہیں ہے، اسلحہ کی بھیک مانگتا ہے اور بالکل منگتوں جیسا اس کا حال ہے۔ جس کا جی چاہتا ہے کچھ دے دیتا ہے جس کا دل چاہتا ہے "معاف کرو" کہہ کر ٹال دیتا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ وہ رسوائی ہے جس سے پوری ملت اسلامیہ کی پیشانی داغدار ہے۔ اس لئے نہیں کہ مسلمان اپنی عسکری طاقت اور جنگی طاقت پوری کرنے کے قابل نہیں رہے بلکہ صرف اس لئے کہ وہ "مسلم" نہیں رہے۔ متحد نہیں رہے۔ انکو اپنی حت ملی کا احساس نہیں رہا، اپنی علاقائی حدود میں محو رہیں۔ حدود فراموش وسائل رکھنے کے باوجود، ان سے استفادہ کرنے کا سلیقہ نہیں رکھتے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے ہاں جو قیادت برپا ہے وہ کافی حد تک نااہل ہے۔ جو قابض ہیں، وقت پاس کرتے ہیں۔ قوم کی خدمت نہیں کرتے، ورنہ کیا نہیں ہو سکتا؟

وقت اور حالات کی ترشی سے اگر اب بھی ان کا نشہ دور نہ ہوا تو کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کل ان کا کیا بنے؟ اس لئے ہر ملک کے عوام اور خواص کی عافیت اسی میں ہے کہ وہ اپنے ان سیاسی گروں کو فعال بنائیں، حرکت میں نہ آئیں تو ان کو بدل دیں۔ امت مسلمہ کا مقام اعداء اللہ کے پیچھے لگ کر چلنا نہیں بلکہ ان پر چھا کر ان کو لے کر چلنا ہے، بھیک مانگنا نہیں۔ منگتوں کو دینا ہے۔ صید زبوں ہو کر جینا نہیں، صیاد بن کر دشمنانِ خدا کو شکار کرنا ہے۔

انتم الاعلون ان کنتم مومنین.

کیا ربوہ قادیانیوں کی الگ ایک ریاست ہے؟

"پشاور سے آنے والی بارہ ڈاؤن چناب ایکسپریس پر ربوہ ریلوے سٹیشن پر ایک فرقہ (مرزائیہ) کے تقریباً پانچ ہزار افراد نے ملتان کے نشتر میڈیکل کالج کے ۱۶۰ پردیسی طلبہ پر حملہ کر دیا، حملہ آور خنجروں، لاٹھیوں، تلواروں، ہاکیوں، سوؤں سے مسلح تھے۔ اطلاعات کے مطابق حملہ آوروں نے طلبہ کا سامان ڈبوں سے باہر پھینک دیا اور انہیں بالوں سے پکڑ کر پلیٹ فارم پر گھسیٹا گیا۔ اسی حملہ کے نتیجہ میں ۴۵ طلبہ سخت زخمی ہو گئے جن میں تیرہ کی حالت نازک بتائی جاتی ہے۔ یہ حملہ ۴۵ منٹ تک جاری رہا" (نوائے وقت و مساوات، ۳۰ مئی)

طلبہ کے خلاف اگر اہلِ ربوہ کو کوئی شکایت تھی تو عدالتوں کے دروازے کھلے ہیں۔ ان کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کی جا سکتی تھی لیکن خود بڑھ کر "خود مدعی اور خود جج" ہونے کی بدترین مثال قائم کر کے انہوں نے یہ بات بالکل واضح کر دی ہے کہ وہ الگ ایک ریاست ہے اور ان کا اپنا سب سے جدا ایک نظام عدالت ہے۔ اس کا دوسرا پہلو جو سب سے زیادہ قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ:

ربوہ میں قادیانی مومنین کے لئے امام جماعت احمدیہ کی مرضی اور ایماء کے بغیر کوئی اقدام کرنا ممکن نہیں ہے اس لئے اس شرمناک دھاندلی کے پس پردہ جو ہاتھ کار فرما ہو سکتا ہے وہ یقیناً مرزا ناصر کا ہی ہاتھ ہو سکتا ہے۔ اس لئے گرفتار کرنا تھا تو سب سے پہلے مرزا ناصر کو گرفتار کرنا چاہئے تھا کیونکہ اس فتنہ اور اس سارے المیہ کا بنیادی کردار وہ خود ہیں۔

حکومتِ پاکستان سے ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ مسلم فوجی ماہرین کے ذریعہ پورے ربوہ کی آبادی اور علاقہ کی تلاشی لے اور اسلحہ کے جو انبار

انہوں نے لگا رکھے ہیں ان پر قبضہ کر لے اور درپردہ جو سکیمیں اور منصوبے مرتب کیے گئے ہیں ان کا سراغ لگائے کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ اہل ربوہ کی طرف سے کسی بھی وقت کوئی بڑا اقدام کیا جاسکتا ہے۔

ہمارے نزدیک یہ پوری جماعت پورے ملک کے لئے ایک عظیم آزمائش اور فتنہ ہے، کیونکہ ان کی تخلیق سے غرض ہی ''فتنہ پروازی'' تھی۔ ۱۸۶۹ء میں حکومت برطانیہ نے ایک کمیشن کو ہندوستان بھیجا تھا تاکہ ان کو رام کرنے کے لئے ان کا مزاج معلوم کرے۔ ۱۸۷۰ء میں اسی وفد نے وائٹ ہال لندن میں ایک کانفرنس میں اپنی رپورٹ پیش کی۔ سر ولیم ہنٹر اس میں لکھتا ہے کہ:

''مسلمانوں کا مذہب یہ عقیدہ ہے کہ وہ کسی غیر ملکی حکومت کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے اور ان کے لئے غیر ملکی حکومت کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے۔''

اس کانفرنس میں ہندوستان سے پادریوں کا ایک گروپ بھی شریک ہوا تھا، اس نے اس میں یہ رپورٹ دی: ''یہاں کے باشندوں کی اکثریت پیری مریدی کے رجحانات کی حامل ہے۔ اگر اس وقت ہم کسی ایسے غدار کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں جو ظلی نبوت کا دعویٰ کرنے کو تیار ہو جائے تو اس کے دعوائے نبوت میں ہزاروں لوگ جوق در جوق شامل ہو جائیں گے لیکن مسلمانوں میں سے اس قسم کے دعوے کے لئے کسی کو تیار کرنا ہی بنیادی کام ہے ...... ان حالات میں ہمیں کسی ایسے منصوبہ پر عمل کرنا چاہیے جو یہاں کے باشندوں کے داخلی انتشار کا باعث ہو۔''

(دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا رپورٹ کانفرنس منعقدہ ۱۸۷۰ء)

علامہ اقبال کے نزدیک بھی یہ فرقہ ضالہ انتشار پسند اور غدار ہے۔'' پنڈت نہرو کو اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ:

''میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے مقالہ اسلام اور ہندوستان کے ساتھ بہتری نیتوں اور نیک ترین ارادوں میں ڈوب کر لکھا۔ میں اس باب میں کوئی شک وشبہ اپنے دل میں نہیں رکھتا کہ یہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔''

کچھ پرانے خطوط مرتبہ جواہر لال نہرو ومرجمہ، عبدالمجید الحریری ایم اے ص ۲۹۳

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی

بہرحال ہمارے نزدیک یہ مسئلہ اب ہنگامی نوعیت کا نہیں رہا۔ اس کو بنیادی طور پر حل ہو جانا چاہیے۔ ربوہ کی ریاستی حیثیت کو ختم کر دینا چاہیے۔ اس کے تہہ خانوں سے اسلحہ برآمد کرنے کی کوشش ہونی چاہیے۔ ان کے امام مرزا ناصر کو گرفتار کر کے ان کی عسکری اور خفیہ سیاسی سکیموں کے خلاف مقدمہ چلانا چاہیے اور ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ہمیشہ کے لئے یہ قصہ ختم ہو جانا چاہیے۔

جن طلبہ پر زیادتی کی گئی ہے ان کی تلافی کی کوئی معقول صورت پیدا کر کے ان کی دادرسی کی جائے۔

علمائے ملّت نے متفقہ طور پر اس المیہ کی سخت مذمت کی ہے اور الزام لگایا ہے کہ یہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کا ایک حصہ ہے اور کلیدی اسامیوں پر جتنے مرزائی فائز ہیں۔ وہ بھی مرزائیوں کی دھاندلیوں میں ان کے ساتھ عملاً شریک رہتے ہیں۔ اس لئے ان کی یہ کلیدی اسامیاں ختم ہونا چاہئیں۔ ورنہ حالات قابو سے باہر ہو جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ بات اب بزرگوں کے ہاتھ سے نکل کر لڑکوں کے ہاتھوں میں چلی گئی ہے۔ اگر حکومت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نے صورتِ حال کی اس نزاکت کا احساس نہ کیا تو یہ اس کی سیاسی بے بصیرتی کی دلیل ہوگی۔

پاکستان میں عربی زبان کے فروغ کے لئے کوشش:

پاکستان اور عرب ممالک کے مابین تعلقات کی استواری کے لئے نیک فال ہے مگر اب تک اس کی کیفیت یہ تھی کہ ؎

زبانِ یارِ من تُرکی و من تُرکی نمے دانم

اردو ان کو نہیں آتی تھی، عربی سے ہم کورے تھے، اس لئے دوستی کچھ زیادہ پر لطف نہ رہی۔

چنانچہ حکومتِ پاکستان نے اس کا احساس کیا اور عربی کے فروغ کے لئے مناسب کوشش شروع کر دی لیکن اس کا سلسلہ "تعلیم و تعلم" سے آگے نہیں بڑھا۔ مناسب یہ تھا کہ عربی افاضل کی کم از کم اتنی حوصلہ افزائی کی جاتی جتنی انگریزی خوانوں کی کی جاتی ہے ورنہ برائے ثواب اسے لوگ پڑھتے سے رہے۔ کیونکہ حکومت نے عربی کے فروغ کے لئے جو کوششیں شروع کی ہیں ان کا محرک صرف سیاسی داعیہ اور ضرورت ہے، قرآن و حدیث کی عربی زبان سے مناسبت پیدا کرنے کا جذبہ نہیں ہے ورنہ ظاہر ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی ثواب کیا ہو سکتا ہے؟

جب تک عربی سے کورے حکمران اور حکام باقی ہیں وہ جیتے جی تو یقیناً عربی کے فروغ اور اس کو اہمیت دینے کے لئے کوئی سنجیدہ کوشش مشکل سے ہی کریں گے۔ کیونکہ اس طرح ان کی اپنی قمت گر جاتی ہے۔

یہ کس قدر آزار دِہ المیہ ہے کہ ربع صدی گزر جانے کے باوجود ہم ابھی تک انگریزی سے پیچھا نہیں چھڑا سکے۔ ہم اس زبان کے حصول کے خلاف نہیں ہیں، دراصل ہم مخالف اس کے غلبہ اور تسلط کے ہیں۔ جہاں تک بیرون ممالک سے رابطہ کے لئے اس کی ضرورت ہے یا سائنسی قسم کی فنی ضرورت کے لئے اس زبان کی طرف رجوع کرنے کی بات ہے اس حد تک اس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کو معیارِ فضیلت بھی قرار دیا جائے؟ ملک و ملت کی خودداری کی توہین کے مترادف ہے۔

دین و ایمان کا اولین سرمایہ اور ہبط جبرائیلی عربی زبان ہے۔ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام اور مملکتِ اسلامیہ جمہوریہ۔ ظاہر ہے اس صورت میں عربی زبان کی اہمیت اور بڑھ جاتی۔ مگر افسوس! ہمارے آقا، رہنما اور حکمران وہ طبقہ ہے جو نہیں جانتا عربی کیا شے ہے اور کس سے کھائی جاتی ہے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ دریا پر پل بنانے کے لئے جس انجینئر کا انتخاب کیا جائے وہ اس فن کی ابجد سے بھی واقف نہ ہو۔ سرکاری مذہب اسلام مگر سرکار، اسلام کی اصلی زبان سے بالکل ناواقف، اتنا مضحکہ خیز اور بے جوڑ ٹانکا ہمیں اور کہیں نظر نہیں آتا۔ اگر عربی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو اس کو اہمیت بھی دیجئے ورنہ واویلا چھوڑ دیجئے۔

بھارت کی جارحیت کا خطرہ:

ایٹمی دھماکہ کے بعد بھارتی جارحیت اور اس کے توسیعی عزائم کھل کر سامنے آگئے ہیں جیسا کہ ادارتی کالموں میں ہم نے بارہا لکھا ہے کہ قومِ ہنود پاکستان کے علاوہ افغانستان پر بھی للچائی ہوئی نگاہ رکھتی ہے۔

دراصل یہ قوم طویل عرصہ تک بنی اسرائیل (قوم یہود) کی طرح غلام رہنے کی وجہ سے احساس کمتری میں مبتلا ہوگئی ہے اس لئے وہ آگے بڑھ بڑھ کر اپنی دھونس جمانے کی کوشش کرتی ہے تاکہ وہ اپنی اس کمزوری کو چھپا سکے اور خود اپنے کو بھی فریب دے سکے کہ وہ اب بہت کچھ ہے حالانکہ یہ مقام، فرض کر لینے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ قدرتی چیز ہے، جن اقوام اور ملل کے حصے میں آگیا ہے وہی اس مقامِ خود داری پر فائز رہتی ہیں۔ سیاست اور میدانِ حرب و ضرب مسلم کے خمیر اور گھٹی میں داخل ہے۔ قوم ہنود بہ تکلف جتنی چاہے اس مقام پر قبضہ جمانے کی کوشش کرے بہر حال یہ قوم، مرد میدان نہیں ہے اور نہ بنائے بن سکے گی۔ اس لئے ہمارا اندازہ ہے کہ کچھ مہلت ملنے کے بعد پھر یہ کسی وقت غلامی کی زنجیروں میں جکڑی جائے گی۔ کیونکہ چلو بھر پانی میں اُبھر کر چلنے والی اقوام کا انجام عموماً ایسا ہی ہوا ہے۔

ہمیں اس سلسلہ میں گلہ اپنے افغان بھائیوں اور ان برادر مسلم ممالک سے ہے جو اس کی پاکستان دشمنی کے باوجود قومِ ہنود سے یارانے بڑھانے میں فخر محسوس کرتی ہیں، افغانستانیوں کو چاہئے کہ وہ اس مرحلہ پر غور کر لیں تاکہ کل ان کو پچھتانا نہ پڑے۔ آج سے تقریباً ستر ۷۰ سال پہلے ہندو لیڈروں نے یہ اعلان کیا تھا کہ:

”پس اگر ہندوستان کو کبھی آزادی ملے گی تو یہاں ہندو راج ہوا۔۔۔ اگر ہندو قوم میں آئندہ بیدار ہوگی تو نہ صرف ہندو راج قائم ہو جائے گا بلکہ مسلمانوں کی شدھی، افغانستان کی فتح وغیرہ باقی ضروری آورش (نصب العین) بھی پورے ہو جائیں گے۔“ (اخبار ملاپ لاہور ۲۳ / جون ۲۵ء ص ۹)

افغان قوم کے لئے یہ سوچنے کا مقام ہے کہ ان کے لیڈر افغانستان میں قوم ہنود کا اثر و رسوخ بڑھا کر ان کو اپنے توسیعی عزائم کی تکمیل کے لئے خود ہی مواقع مہیا کرنے لگے ہیں کہیں وہی بات نہ ہو، جس کا ہندو لیڈروں نے اعلان کیا تھا۔

بہر حال بھارتی جارحیت کا مقابلہ کرنا چاہئے اور کسی تاویل پر کان نہیں دھرنے چاہئیں۔ ایٹمی طاقت بننے میں کوتاہی کرنا مجرمانہ غفلت ہوگی۔ آپ آگے بڑھیں یقین کیجئے پوری قوم اس سلسلے میں حکومت سے پورا پورا تعاون کرے گی اور ان رہنماؤں کو قومی ہیرو تصور کرے گی جو اس میدان میں اپنے آپ کو پوری قوم کے اعتماد کا اہل ثابت کر پائیں گے۔ گو آپ نے روٹی کپڑے کا ”بے وفا وعدہ“ کیا ہے تاہم ہم بھوکے ننگے رہ کر اپنی آخری پونجی تک اس پر لگا دیں گے۔ یقین کیجئے! اب ایٹمی دوڑ شروع ہو چکی ہے اور ہزار بندشوں کے باوجود سینکڑوں حیلوں بہانوں کے ذریعے ہر قوم ایٹمی طاقت بننے کے لئے ضرور جتن کرے گی۔ اب بھی اگر آپ پیچھے رہے تو ہمارے نزدیک اس سے بڑھ کر ہماری اور کوئی بدنصیبی نہیں ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

عبد الرحمٰن عاجزؔ

گر گر کے پہنچتے ہیں سرِ بام ہمیشہ

ملتا ہے جہاں میں انہیں آرام ہمیشہ	آتے ہیں جہاں والوں کے جو کام ہمیشہ
معلوم ہوا جب سے یہ ہیں تیری طرف سے	ہم سہتے ہیں ہنس کے سب آلام ہمیشہ
ممکن ہے مقرب ہو وہ دربارِ خدا میں	رہتا ہے جو آفاق میں گمنام ہمیشہ
مٹتے رہے مٹ جائیں گے اسلام کے دشمن	دنیا میں رہے گا مگر اسلام ہمیشہ
حاصل ہوئی حق ہی کو ظفر دہر میں آخر	حق والوں پہ گو آئے ہیں الزام ہمیشہ
غم تھا نہ کوئی وسوسہ سود و زیاں تھا	یاد آتے ہیں بچپن کے وہ ایّام ہمیشہ
ہے نزع، کہیں موت، کہیں قبر، کہیں حشر	دل کیوں نہ رہے لرزہ بر اندام ہمیشہ
پہچان ہے اللہ کے ولیوں کی یہ اے دوست	دیتے ہیں دُعا اُن کے وہ شام ہمیشہ
جینا ہو، کہ مرنا ہو، خوشی ہو، کہ غمی ہو	رکھ سامنے اللہ کے احکام ہمیشہ
پہچان ہے اللہ کی اک یہ بھی تو عاجزؔ	
پاتا نہیں ہر کام سر انجام ہمیشہ	

عزیز زبیدی وار برٹن۔ قسط(۷)

سورۂ بقرہ

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُونَ. صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ. أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ج يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ط وَاللهُ مُحِيطٌ بِالْكٰفِرِينَ. يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ط كُلَّمَآ أَضَاءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيهِ وَإِذَآ أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ط وَلَوْ شَآءَ اللهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ط إِنَّ اللهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

ان کی کہاوت (بھی) اس شخص کی سی کہاوت ہے جس نے آگ روشن کی پھر جب اس کے آس پاس کی چیزیں جگمگا اُٹھیں تو اللہ نے ان کا نور سلب کر کے ان کو اندھیرے میں چھوڑ دیا کہ اب ان کو کچھ نہیں سوجھتا۔ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں کہ وہ پھر (راہِ راست پر) نہیں آسکتے۔ یا جیسے آسمانی بارش کہ اس میں (کئی طرح کے) اندھیرے ہیں اور گرج اور بجلی، موت کے ڈر سے مارے کڑک کے انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونسے لیتے ہیں۔ اور اللہ منکروں کو گھیرے ہوئے ہے (کہ اس کی پکڑ سے کہیں نہیں نکل سکتے) قریب ہے کہ بجلی ان کی نگاہوں کو اچک لے جائے جب ان کے آگے بجلی چمکی تو اس میں (کچھ) چلے اور جب ان پر اندھیرا چھا گیا تو کھڑے رہ گئے اور اگر اللہ چاہے تو (یوں بھی) ان کے سننے اور دیکھنے کی قوتیں (ان سے) سلب کر لے، بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۱۰) مَثَلُهُمْ (ان کی کہاوت، مثال) یہاں پر ان منافقوں کی کیفیت اور پیچ و تاب کا حال ایک مثال کے ذریعے واضح فرمایا گیا ہے۔

زبانی کلامی کلمہ پڑھ کر مسلمان برادری میں شامل ہو گئے اور مزے مزے رہنے لگے، یہاں تک کہ وحی الٰہی نے آکر ان کی قلعی کھولی، کہ گو یہ لوگ مسلمانوں میں گھل مل گئے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے نہیں ہیں بلکہ مارِ آستین ہیں، چنانچہ اس کا انکشاف ہوتے ہی ان کے سب منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ دین تو پہلے بھی نہیں تھا، اب دنیاوی مقاصد کا مستقبل بھی تاریک ہو گیا، بس ے خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

بالکل یوں، جیسے آگ جلا کر روشنی کی، جب ماحول جگمگا اُٹھا تو روشنی گل ہو گئی اور وہ پھر اس اندھیرے کی لپیٹ میں آگئے جس سے وہ نکلے تھے یا نکلنا چاہتے تھے۔

آج تقریباً تقریباً ساری دنیا کا یہی حال ہے، اسلام کا نام لیتے ہیں کہ مسلمانوں کا اعتماد حاصل رہے اور وہ ان کے اقتدار کی پنجابی آسانی کے ساتھ اپنے گلے میں ڈال لیں۔ لیکن جب قوم یہ کہنا شروع کر دیتی ہے کہ جس اسلام کے آپ گن گا رہے ہیں اگر واقعی آپ کے نزدیک وہ اتنی عظیم دولت ہے تو پھر عملاً اسے پورا پورا قبول کیوں نہیں کرتے؟ تو "بُکم صُم" ہو کر رہ جاتے ہیں یا کہنے والے کو کرسی کا بھوکا کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ تاہم پھر ہزار کوشش کے باوجود قوم سے چھپ نہیں سکتے اور سیائین سوء کی یہ سیاسی منافقت بالآخر منظرِ عام پر آکر رہتی ہے۔

(۱۱) صُمٌّ (بہرے) یعنی نہ حق سن سکتے ہیں نہ بول سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں، جہاں صورتِ حال یہ ہو، وہاں راہ راست کی طرف ان کے پلٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

آنے کی کوئی توقع کرے بھی تو کیسے؟ یعنی مفادِ عاجلہ (یعنی نقد اور حاضر فائدے) کے سلسلے میں وہ اس قدر 'ذکی الحس'' (حساس) ہوگئے ہیں کہ ان کے سوا ان کو اور کچھ سوجھتا ہی نہیں ہے، بالکل ایک کاروباری خبطی کی طرح کہ: بات کوئی ہو، اسے مال و منال کی بات ہی سنائی دے گی۔ محل و موقع کوئی ہو وہ بہر حال چیروں کے بھاؤ کی بات کرے گا، سامنے کچھ ہو رہا ہو، اسے بہر حال ''غلّے کی ڈھیری'' ہی نظر آئے گی۔ یہی حال ان کا ہے، رسول اللہ ﷺ کی زبانِ اقدس سے جو بھی سن پاتے ہیں، اس پر وہ یہی سوچنے لگ جاتے ہیں کہ اب اس کی آڑ میں کیا شکار کھیلا جا سکتا ہے، جو بھی دیکھ پاتے ہیں، اسے وہ 'خوانِ نعیما' ہی دکھائی دینے لگ جاتا ہے۔ بولنا بھی پڑ جائے تو بھی سودے کی ہی بات کریں گے کہ: آخر اس سے کیا وصول ہو گا۔ اب آپ غور فرمائیں، جہاں کیفیت یہ ہو وہاں 'بہروں گونگوں اور اندھوں' کی دنیا آباد نہ ہو گی تو اور کیا ہو گا۔

'یعنی اللہ کے نبی نے دینِ اسلام روشن کیا اور خلق نے اس میں راہ پائی اور منافق اس وقت اندھے ہو گئے، آنکھ کی روشنی نہ ہو تو مشعل کیا کام آوے، کاشکے نرا اندھا ہو تو کسی کو پکارے یا کسی کی بات سنے، بہرا بھی ہو اور گونگا بھی، وہ کیونکر راہ پر آوے، منافقوں کو یہ عقل کی آنکھ ہے نہ آپ سے پہچانیں، نہ مرشد کی طرف رجوع ہے کہ وہ ہاتھ پکڑے نہ حق کی بات کو کان رکھتے ہیں۔ ایسے شخص سے توقع نہیں کہ پھر پاوے۔ (موضح)

(۱۲) اس مثال میں بھی مطلب پرستوں کی ذہنیت بیان کی گئی ہے یعنی وہ چاہتے ہیں کہ انہیں صرف ایسا اسلام چاہئے جو ان کے صرف مفاد عاجلہ کی ضمانت مہیا کرے اور وہ بھی اس قدر 'بے آمیز' ہو کہ، جان جوکھوں میں ڈالنے والی بات کا کھٹکا تک بھی باقی نہ رہے۔ بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ کانوں میں اس کی بھنک بھی نہ پڑے تاکہ رنگ میں بھنگ نہ پڑے، عیش کی کوئی گھڑی بھی منغص نہ ہانے پائے، اور پر لطف زندگی کی دوڑ میں کہیں بھی کوئی بریک نہ لگنے پائے۔ اگر کہیں ایثار کا مرحلہ آجاتا ہے تو کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح اس سے بچ ہی جائیں، خدا کہتا ہے کہ بچاؤ کے لئے بھی جو تدبیریں اختیار کرتے ہیں وہ بھی خدا سے بے نیاز ہو کر کرتے ہیں، حالانکہ اگر اللہ چاہے تو وہ ان کے سوچنے سمجھنے کے وسائل (کان اور آنکھیں) ہی مسمار کر دے، آخر ان کو سوچنا چاہئے کہ خدا کیا نہیں کر سکتا۔

بارش سے مراد 'وحی الٰہی' ہے جس میں پیامِ بشارت بھی ہے اور ذمہ داریوں کے چونکا دینے والے احکام بھی، بشارتوں پر نظر کرتے ہیں تو دوڑ کر شامل ہو جاتے ہیں، لیکن جب مشکلات کا تصور کرتے ہیں تو چھپتے ہیں۔ بچنے کی تدبیریں کرتے ہیں اور جب محسوس کرتے ہیں کہ کسی طرح بھی جان نہیں چھوٹے گی تو ٹھٹک کر رک جاتے ہیں۔

اس میں کمزور ایمان والوں کی بات نہیں بیان کی گئی جیسا کہ بہت سے بزرگوں نے لکھا ہے، بلکہ ایسے منکرینِ حق کا ذکر ہے جو 'مطلب پرستی' میں اتنے دور نکل گئے ہیں کہ سطحی مقاصد کے حصول کے لئے اگر ان کو اپنی کافری میں لچک پیدا کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو وہ بھی کر گزرتے ہیں۔ یعنی کفر میں حد درجہ مخلص ہوتے ہیں۔ بہر حال کافروں میں کم از کم یہ خوبی تو ہوتی ہے کہ اپنے شخصی مفاد کے لئے کفر میں لچک پیدا کرنے کو بھی اپنے خصوصی مفہوم میں 'کفر' ہی تصور کرتے ہیں، مگر یہ منافق ایسے بے ضمیر اور بزدل کافر ہیں کہ معمولی سے معمولی فائدہ کے لئے بھی اپنے کفر کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں تاکہ کسی طرح ان کے کام و ذہن کے چسکے پورے ہو سکیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ مسلمانوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو مطلب کی بات ہو تو دین دار بن جاتے ہیں، ورنہ اپنے کو گنہگار کہہ کر کنارہ کر جاتے ہیں۔ ظاہر ہے، یہاں بھی بات 'دین' کی نہ رہی، نفس طاغوت کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رہی۔ اس لئے اندیشہ ہے کہ ان کا بھی حشر مسلمانوں میں نہ ہو۔ ہمارے نزدیک اس مرض میں اہلِ سیاست زیادہ مبتلا ہیں بلکہ حد درجہ خدا سے بے خوف ہو کر "کلمۂ اسلام" کا کاروبار کرتے ہیں۔

خدا نے دو مثالیں بیان کی ہیں کہتے ہیں، پہلی خالص منافقین کی ہے اور دوسری نیم منافقوں کی، لیکن ہمارے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ دونوں خالص منافقین کی ہیں، کیونکہ ان میں جو بھی بات ہے، اس کا ہر جزئیہ کفر کو مستلزم ہے۔ پہلی مثال میں یہ ہے کہ کچھ چل کر ٹھٹک جاتے ہیں کہ اب کیا کریں؟ انہیں کچھ نہیں سوجھتا، دوسری میں یہ ہے کہ: اگر بعض اغراض سیئہ کے لئے 'آمنا' کہتے ہیں تو ان کو اندیشہ لاحق ہو جاتا ہے کہ اس کے بعد جان ومال اور مفاد کی یہ یہ قربانیاں بھی دینا پڑیں گی۔ اس لئے گھبرا جاتے ہیں اور ان سے بچنے کے لئے تدبیریں کرتے ہیں، پھر وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ بس اب ہم بچ گئے۔

عہد نبوی میں اہل نفاق کی مزید کارگزاریاں

اہل نفاق کیا تھے اور کیا نہیں تھے؟ اس کا کچھ حصہ اوپر کی سطور میں بیان کیا گیا ہے اور مزید درج ذیل ہے۔ گو یہ ساری تفصیل دور نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک دور کے اہلِ نفاق سے متعلق ہے، تاہم بعد کے اہلِ نفاق کے سمجھنے کے لئے بھی اس سے مدد مل سکتی ہے۔ بندۂ عاصی کی یہ کوشش رہتی ہے کہ ایک مضمون کے سلسلے کی ساری تفصیل ایک جگہ جمع ہوتی جائے، خدا جانے "التفسیر والتعبیر" کے اتمام کی نوبت آتی ہے یا نہ، تاہم جتنے مباحث آتے جائیں مناسب حد تک مکمل ہوتے جائیں تو بہتر رہے گا، غرض یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ خدمتِ قرآن ہو جائے جو قیامت میں میرے لئے ذریعۂ نجات بنے۔

بے یقینی کا مرض:

یہ لوگ سدا تذبذب کا شکار رہتے تھے، اس لئے ادھر بھی اور ادھر بھی، سبھی سے 'صاحب سلام' کے قائل مگر بغرض استحصال۔

مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَا اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَا اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ

درمیان میں لٹکے ہوئے ہیں، پورے ان کی طرف ہیں نہ ان کی طرف

اَلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورت نساء:ع ۲۰)

یعنی یہ (منافق ہنوز) تمہارے (مآل کار کے) منتظر ہیں تو اگر اللہ نے فتح دے دی تو کہنے لگتے ہیں کہ کیا ہم آپ ﷺ کے ساتھ نہیں تھے؟ اگر کافروں کو فتح نصیب ہوئی تو ان سے کہنے لگتے ہیں، کیا ہم تم پر غالب نہیں ہو گئے تھے اور مسلمانوں کو تم سے بچایا نہیں تھا؟

رسول پر نکتہ چینی:

رسول اللہ ﷺ پر نکتہ چینی کرنا ان کا شیوہ تھا، ہاں اگر حضور ان کو کچھ مرحمت فرما دیتے تو کہتے سب اچھا ورنہ سب برا۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ (توبہ۔رکوع ۷)

خدا پر نکتہ چینی:

خدا پر نکتہ چینی اور ذات پاک کے خلاف بدگمانی کرنے سے باز نہیں آتے تھے۔مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا (احزاب ع ۲)

رسول پر احسان دھرنا:

ایمان کا نصیب ہونا رب کا کرم ہے مگر یہ منافق الٹا خدا پر احسان دھرتے ہیں کہ ہم نے تجھے مانا۔ وَيَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا (حجرات۔ع ۲)

دیکھنے میں بڑے معزز مگر.....:

دیکھنے میں وہ بڑے مہذب، نہایت معقول، دانشور اور شستہ ادیب کہ دل موہ لیتے ہیں۔ حقیقت میں وہ بھکے ہوئے اور مارِ آستین ہیں۔

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ۭ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۭ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۭ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۭ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۡ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (المنفقون ع ۱)

نہایت الدُّ الخصام، جھگڑالو اور بہت ہی بد طینت اور تخریب کار اپنے جھوٹے وقار کے لئے غلط کاموں پر اُتر جانے والے لوگ ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰي مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَھُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۙ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ (پ ۲۔البقرہ۔ع ۲۵)

بہانے باز:

اگر کوئی کٹھن مرحلہ درپیش ہوتا تو کھسک جاتے اور پھر آکر جھوٹے بہانے بناتے۔

وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ (توبہ۔ع ۶)

مصیبت کی گھڑی آتی تو شکر کرتے کہ ہم ان کے ساتھ نہیں تھے، خوشی کی بات ہوتی تو ہاتھ ملتے کہ کاش ان کے ساتھ ہوتے۔

فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۙ وَلَىِٕنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ .... يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ (النساء۔ع ۱)

اگر کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا تو باہم صلاح مشورہ کرکے کھسک جاتے:

وَاِذَا مَآ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ نَّظَرَ بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ ؕ هَلۡ يَرٰٮكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوۡا (توبہ۔ع۱۶)

جب وقت نکل جاتا تو باتیں بناتے تا کہ ان کو بھی کچھ مل جائے۔

فَاِذَا ذَهَبَ الۡخَـوۡفُ سَلَقُوۡكُمۡ بِاَلۡسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الۡخَيۡرِ (احزاب۔ع۲)

حق کی راہ مارتے تھے:

نہ کھیلیں گے نہ کھیلنے دیں گے، جہاد سے خود بھی پرے رہتے اور دوسروں کو بھی روکتے تھے اور جو شرکت کرنے سے رہ جاتے تو خوش ہوتے۔

قَدۡ يَعۡلَمُ اللّٰهُ الۡمُعَوِّقِيۡنَ مِنۡكُمۡ وَالۡقَآئِلِيۡنَ لِاِخۡوَانِهِمۡ هَلُمَّ اِلَيۡنَا (احزاب۔ع۲) فَرِحَ الۡمُخَلَّفُوۡنَ بِمَقۡعَدِهِمۡ خِلٰفَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ (توبہ۔ع۱۱)

اگر شرکت کرتے بھی تو شرارت کرنے کے لئے۔

لَوۡ خَرَجُوۡا فِيۡكُمۡ مَّا زَادُوۡكُمۡ اِلَّا خَبَالًا وَّلَا۟اَوۡضَعُوۡا خِلٰلَكُمۡ يَبۡغُوۡنَكُمُ الۡفِتۡنَةَ (توبہ۔ع۷)

رب اور رسول کے خلاف سازشیں:

ان کی یہ کوشش ہوتی کہ کسی طرح خدا کی بات پوری نہ ہو اور نہ رسول اپنے مقصد میں کامیاب ہوں، اس لئے وہ خفیہ میٹنگیں کرتے رہتے تھے۔

وَيَتَنٰجَوۡنَ بِالۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ وَمَعۡصِيَتِ الرَّسُوۡلِ (سورت مجادلہ۔ع۲)

وَيَقُوۡلُوۡنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوۡا مِنۡ عِنۡدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنۡهُمۡ غَيۡرَ الَّذِىۡ تَقُوۡلُ (النساء۔ع۱۱)

اپنی پارٹی کے آدمیوں سے کہتے ہیں کہ صبح کو مسلمان ہو کر شام کو پھر جاؤ تا کہ لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا ہوں۔

وَقَالَتۡ طَّآئِفَةٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اٰمِنُوۡا بِالَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ عَلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَجۡهَ النَّهَارِ وَاكۡفُرُوۡۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ (ال عمران۔ع۸)

اب جو لوگ کلمہ پڑھ کر اسلامی تحریکوں اور اسلامی نظام کے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں، ان کا کیا بنے گا؟ یہ وہ خود ہی سوچ لیں۔

جھوٹی تعریف:

کچھ کریں یا نہ کریں لیکن ان کو ہر کارِ خیر کے سلسلے میں کریڈٹ لینے کی ہوس رہتی تھی۔

يُحِبُّوۡنَ اَنۡ يُّحۡمَدُوۡا بِمَا لَمۡ يَفۡعَلُوۡا (اٰلِ عمران۔ع۱۹)

نماز کا مذاق اُڑانا:

نماز کا مذاق اُڑاتے تھے اذان سنی اور باتیں بنانا شروع کر دیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا (المائدہ۔ع۹)

اگر نماز کے لئے جاتے بھی تو الکسائے ہوئے اور محض دکھلاوے کے لئے۔

وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ (النساء)

اور وہ بھی مشروط طور پر

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰي حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰي وَجْهِهٖ (الحج۔ع۲)

عزت کے خلاف سمجھتے:

اگر ان سے کہا جاتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس چلو تاکہ وہ آپ کے لئے بخشش کی دعا کریں تو اسے اپنی عزت کے خلاف خیال کرتے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ (المنفقون۔ع۱)

خوفِ خدا کی تلقین کی جاتی تو اسی طرح ان کو جھوٹا وقار آڑے آجاتا۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ (بقرہ۔ع۲۵)

انفاق بھی مارے سے کرتے:

راہِ خدا میں دینے کا وقت آتا تو برے دل کے ساتھ دیتے۔

لَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ (توبہ۔ع۷)

اگر یہ خوش دلی سے بھی دیتے تو بھی بایں خبث باطن ان سے قبول نہ کیا جاتا۔

یہ احمق ہیں:

یہ بے وقوف لوگ ہیں کہ خدا کے سامنے جرائتیں کرتے ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ (مائدہ۔ع۹)

فاسق لوگ ہیں:

اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ (توبہ۔ع۷)

بزدل ہیں:

وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ (توبہ۔ع۷)

احادیث میں اہلِ نفاق کا ذکر

قول حکیمانہ، کام ظالمانہ:

یہ منافق کی نشانی ہے کہ ان کی باتیں سنو تو پر حکمت مگر کام دیکھو تو ظالمانہ۔

كُلَّ مُنَافِقٍ يَتَكَلَّمُ بِالْحِكْمَةِ وَيَعْمَلُ بِالْجَوْرِ (مشکوٰۃ بحوالہ شعب الایمان)

سامنے کچھ اور پس پشت کچھ کہنا بھی نفاق ہے۔

إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سُلْطَانِنَا فَنَقُوْلُ لَه بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهٖ قَالَ (الی ابن عمر)

كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا (بخاری)

یہ نہیں کہ بادشاہوں کے خلاف کلمۂ حق بھی نہ کہا جائے بلکہ یہ عظیم جہاد ہے، مقصد یہ ہے کہ ان کی خوشامد نہ کی جائے جو حق ہے وہ سامنے بھی کہہ دیا جائے۔ افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر (مشکوٰۃ)

بدزبانی:

بدزبانی اور زبان آوری نفاق کا حصہ ہے۔

البذاء والبيان شعبتان من النفاق (ترمذی)

درشت مزاجی اور کنجوسی بھی نفاق کی شاخیں ہیں۔

ان البذاء والجفاء والشح من النفاق (رواہ احمد)

منافق دیکھنے میں اچھا لگتا ہے:

منافق دیکھنے میں خوش نصیب اور سلامت نظر آتا ہے، لیکن جب آفت آتی ہے، یکدم آتی ہے اور اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے۔

المنفاق كمثل الارزة المحذية التى لا يصيبها شيءٍ حتى يكون انجعامنا مرة واحدة (صحیحین عن کعب)

اگر تھوڑی بہت بیماری یا دکھ سکھ آجائے تو اس کو وہ اتفاقات تصور کرتا ہے یا بعض طبعی تقاضے۔ پس پردہ خدا کا ہاتھ اس کو نظر نہیں آتا۔

ان المنافق اذا مرض ثم عُوْفِيَ كان كالبعير عقله اهله ثم ارسلوه فلم يدر لِمَ عقلوه ولم ارسلوه (ابو داؤد)

دلچسپ تعارف:

ان للمنافقين علامات يعرفون بها تحيتهم لعنة وطعامهم نهبة وغنيمتهم غلول ولا يقربون المساجد الاهوا ولا ياتون الصلوٰة الا دبراً مستكبرين لا يألفون ولا يُؤمنون خُشُب بالليل ضحب بالنهار (ابن کثیر بحوالہ

(احمد عن ابی ھریرۃ)

منافقوں کی چند نشانیاں ہیں جن کے ذریعے ان کی شناخت کی جاتی ہے۔ سلام کی بجائے ان کی زبان پر لعنت رہتی ہے، لوٹ مار کا مال ان کی غذا، مال خیانت ان کے لئے مالِ غنیمت، مسجد میں آتے ہیں تو بک بک کرتے ہوئے، نماز میں آتے ہیں تو سب سے آخر میں اور اتراتے ہوئے، نہ کسی سے محبت کرتے ہیں، نہ اس سے کوئی محبت کرتا ہے۔ رات کو شہتیر کی مانند بستروں پر پڑے رہتے ہیں اور دن کو شور مچاتے پھرتے ہیں۔

عملی نفاق

چرچا ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کچھ عملی کوتاہیاں بھی انسان سے سرزد ہو جاتی ہیں لیکن وہ اصطلاحی نفاق میں شمار نہیں ہوتیں۔ ہمارے نزدیک یہ کسی حد تک درست بھی ہے، لیکن ان پیہم کوتاہیوں کے ذریعے عموماً قلبی نفاق کی راہ ہموار ہو ہی جاتی ہے، اس لئے آپ نے بہت سے افراد کو دیکھا ہو گا کہ دین کے سلسلے میں، وہ ریب و تذبذب اور تشکیک میں مبتلا ہو گئے ہیں، خاص کر اہل اقتدار اور کمیونسٹ طبقہ۔

جسے دنیا ''عملی نفاق'' سے تعبیر کرتی ہے، اس میں اکثریت ان لوگوں کی ہے، جو گو وہ زبان سے نہ کہیں لیکن تیور بتاتے ہیں کہ اسلامی نظامِ حیات کے سلسلے میں ان کو بے اطمینانی، تشکیک اور بے یقینی کا گھن لگ گیا ہے۔ اسلام کی حقانیت کے بارے میں ان کے قلب و دماغ میں تصدیق کی جو رمق پائی جاتی ہے وہ بھی ''اجمالی'' حیثیت میں ہے، تفصیلی حد تک وہ کافی حد تک اس سے غیر مطمئن ہیں۔

صورت و معنیٰ:

سورۃ بقرہ کے رواں 'رکوع ۲' سے یہ امور مستنبط ہوتے ہیں۔

- ایمان کے لئے تنہا زبانی اقرار کافی نہیں، اقرار مع تصدیق قلبی ضروری ہے۔ (وما ھم بمومنین)
- معصیت سے دل کی سیاہی بڑھتی ہے، معصیت کفر کی صورت میں گو دل سارا سیاہ ہو جاتا ہے تاہم پیہم انکار و جحود کی بنا پر اس کی کثافت الی غیر نہایۃ بڑھ سکتی ہے۔ (فزادھم اللہ مرضا)
- قرآن حکیم کی اصطلاح میں، فساد فی الارض صرف تخریبی سرگرمیوں کو نہیں کہتے بلکہ کفر و جحود کا نام بھی فساد فی الارض ہے۔ (الا انھم ھم المفسدون)
- راہ حق میں، مصلحتوں اور مفادِ عاجلہ کی پرواہ نہ کرنا لوگوں کے نزدیک حماقت ہے، خدا کے نزدیک احمق وہ ہیں جو رضائے الٰہی کے لئے قربان ہونے اور قربان کرنے' کو بے وقوفی خیال کرتے ہیں (الا انھم ھم السفھاء)
- دورُخی پالیسی کا نام نفاق ہے، دو مسلم بھائیوں کے مابین اختیار کی جائے تو عظیم معصیت ہے، اگر مسلم اور کافر کے درمیان روا رکھی جائے تو خالص نفاق۔ (واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا)
- دین کے سلسلے میں بے یقینی یا مسرفانہ غیر محتاط زندگی کے باوجود اگر 'خیر سلا' دکھائی دیتی ہے تو وہ ان کے غلط طرزِ حیات کی حقایت کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل نہیں ہوتی بلکہ استدراج ہوتا ہے، جس کا انجام خطرے سے خالی نہیں ہوتا۔(الله يستهزئ بهم)

- جو لوگ دنیا کے لئے دین چھوڑتے ہیں، شرعی نقطۂ نظر سے وہ منافق ہوتے ہیں، خدا کے نزدیک ایسے لوگ دین و ایمان بیچتے ہیں۔ (اشتروا الضلالة)
- جن لوگوں کا یہ شیوہ ہے کہ 'میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو' وہ دراصل نفس و طاغوت کے غلام ہیں، خدا کے نہیں ہیں، خدا کے نزدیک یہ اہل نفاق ہیں جو غضب الٰہی کے نرغے میں آ گئے ہیں۔(والله محيط بالكفرين)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزیز زبیدی صاحب (واربرٹن) قسط (۲)

فرضی خلیفۂ بلافصل[1] اور وصی رسول اللہ کے ایک دلچسپ وکیل

ہمارے معاصرِ محترم جناب غیاث الدین صاحب نے 'بحث' کا جو انداز اختیار کیا ہے وہ 'خلطِ مبحث'' کی ایک دلچسپ مثال ہے، اگر یہ راہ اختیار کر لی جائے تو شاید ہی کوئی بحث ختم ہو۔

معاصر موصوف سے گفتگو اس لئے بھی بدمزہ رہتی ہے کہ ان کی بات میں علم کم مگر جذبات میں تصنع اور خانہ ساز مفروضات زیادہ ہوتے ہیں اور اس باب میں یہ طبقہ اسی قدر تہی دامن ہے کہ اگر کبھی کسی علمی مبحث میں قدم رکھتا بھی ہے تو علم و تحقیق کی پسلی پھڑک اُٹھتی ہے، مثال کے طور پر اسی مبحث کے دوران لکھتے ہیں کہ:

''قرآن واحادیث صحیحہ کی رو سے آل جزو محمد مصطفیٰ ہے، تمام مذاہب اسلامیہ کی رو سے درود بروئے قرآن و تفسیر رسول محمد و آل محمد ہی پر بھیجنے کا حکم ہے اور بھیجا جاتا ہے۔ اس کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہیں لیا جاسکتا کہ آل محمد اجزائے محمد ہیں۔ اسی لئے قرآن حکیم میں آیہ درود میں 'یصلون علی النبی' آیا ہے۔ ''یصلون علی نبی'' نہیں آیا۔ یعنی ال (الف لام) جنسی آیا ہے، یعنی نبی اور اس کے ہم جنس پر درود ہے۔''

(معارف اسلام جون ۱۹۷۳ء، ص ۱۴)

الف لام جنسی کی اس تشریح پر شارح کافیہ علّامہ رضی (شیعہ) اور جزو کل کے اس جدید تصور پر فلسفہ و منطق کے امام بو علی سینا، فارابی اور کندی جیسے افاضل ہی ان کو داد دے سکتے ہیں ہما شما کی کیا مجال۔ بس سارے مضمون میں کچھ اسی قسم کے ان کے علمی شاہکار اور نمونوں کی بھرمار ہے جہاں کیفیت یہ ہو، وہاں ان سے گفتگو کوئی کیا کرے اور کیسے کرے؟ اس پر مستزاد یہ کہ تقیہ باز لوگ ہیں۔ اس لئے یہ کتنا بھی لکھیں ایک قاری اوّل تا آخر اندھیرے میں ہی رہتا ہے کہ موصوف نے جو لکھا ہے، واقعی یہ ان کے دل کی آواز ہے۔ یا کوئی چکر چلا کر تقیہ بازی کا شوق فرما رہے ہیں۔ کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ اس طرح ان کے امام کیا کرتے تھے۔ زرارۃ بن اعین شیعوں کے ثقہ راویوں میں سے ایک ہیں۔ وہ فرماتے ہیں، میں نے امام باقر سے ایک مسئلہ پوچھا تو آپ نے مجھے بتا دیا، پھر وہی مسئلہ آپ سے ایک اور شخص نے پوچھا تو اس کو دوسری طرح جواب دیا، تیسرے نے آکر پوچھا تو کوئی اور جواب دیا۔ ان کے جانے کے بعد میں نے پوچھا یہ کیا قصہ ہے؟ فرمایا تمہارے اور ہمارے لئے یہی بہتر ہے۔

عن زرارۃ بن اعین عن ابی جعفر علیه السلام قال سالته عن مسئالة فاجابنی ثم جاءہ رجل فسئاله عنها فاجابه بخلاف ما اجابنی ثم جاء اٰخر فاجابه بخلاف ما اجابنی واجاب صاحبی فلما خرج الرجلان قلت یا ابن رسول الله رجلات من اهل العراق من شیعتکم قد ما یسئلان فاجبت کل واحد منهم بغیر ما اجبت به

[1] اس مضمون کی پہلی قسط محدث (محرم، صفر ۱۳۹۴ھ) میں 'فرضی خلیفہ بلا وصل' شائع ہوا تھا، جو کہ غلط ہے، درست یوں ہے۔ ''فرضی خلیفۂ بلافصل اور وصیٔ رسول اللہ کے ایک دلچسپ وکیل۔'' قارئین تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحبه فقال یا زرارة ان هذا خیر لنا وابقی لنا (اصول کافی)

رجال کشی میں محمد بن قیس کا ایک اور واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ میں نے امام باقر سے ایک مسئلہ پوچھا تو مجھے بتا دیا اگلے سال پھر وہی پوچھا تو اور طرح بتایا، میں نے اس اختلاف کی وجہ پوچھی تو فرمایا، تقیہ کیا ہے۔ (رجال کشی)

فرمایئے! ان کی کس بات پر اعتماد کیا جائے۔ جہاں ان کے اکابر کا یہ عالم ہے وہاں ان کے اصاغر کا کیا حال ہو گا؟ خود ہی سوچ لیجئے!

یہ یاد رہے کہ حضرت امام باقر کے سلسلے کی یہ باتیں بقول شیعہ کے ہم نے لکھی ہیں ورنہ ہمارا ایمان ہے کہ شیعوں کا کوئی امام باقر ایسا ہو تو ہو لیکن ہمارے امام باقر ان تہمتوں اور بزدلانہ حرکات سے بالکل مبرّہ تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بہر حال گو یہ صورت حال کافی پریشان کن ہے تاہم ہمارے بس میں صرف اتنا ہے کہ یہ لوگ جو کچھ بھی بتائیں، اسی کو سامنے رکھ کر ان سے بات کی جائے۔ گو یہ کتنے ہی بے اعتبارے کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ اس کے سوا اور ہمارے لئے چارہ کار نہیں ہے۔ یقین کیجئے! جب ہم ان دوستوں کے مسلکی حقائق کا مطالعہ کرتے ہیں تو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ یہ لوگ واقعی کسی اسلام دشمن شاطر کے فریب میں آ گئے ہیں۔ ورنہ غور کیجئے! باتوں میں جعل سازی، تبرّا اور تقیہ بازی، اور صلحاء امت کی پاک سیرتوں کو مسخ کرنے کی مساعی، قرآن کے خلاف بدگمانی، اور دین نبی میں کتربیونت بھی کچھ ایسے کام ہو سکتے ہیں کہ کوئی ان کو کار ثواب تصور کرے۔؟

ہم نے اپنے پہلے مضمون میں جن حقائق کا ذِکر کیا تھا وہ ابھی معاصر محترم پر ہمارا قرض ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی روائتی ہیرا پھیری سے تو کام لیا ہے، موضوعِ بحث کی طرف توجہ مبذول نہیں فرمائی۔ قارئین سے درخواست ہے کہ ہمارا مضمون مکرر ملاحظہ فرمائیں اور ان کا بھی۔ تاکہ آپ اندازہ فرما سکیں کہ کیا قصہ ہے۔ وہ پرچے محدث ماہِ محرم ۱۳۹۳ھ اور معارف اسلام شیعہ جون جولائی ۱۹۷۳ء تھے۔ اب ہم بحث کو سمیٹنے کے لئے چند مخصوص ایسے عنوانوں کا آغاز کرتے ہیں کہ اگر ایمان اور انصاف سے تبادلہ خیال کی کوشش کی جائے تو بات آسانی کے ساتھ سمجھی جا سکتی ہے۔

ہمارے نزدیک معاصر موصوف کے سارے مباحث مندرجہ ذیل عنوانوں کے تحت آ جاتے ہیں۔ ان سے ہم درخواست کریں گے کہ اگر دیانتداری اور خوفِ خدا کا کچھ پاس ہو تو خلط مبحث سے پرہیز کریں۔ اور صرف موضوع سے متعلق بات کریں ورنہ ہم آپ کی کسی بات کے جواب دینے سے معذور ہوں گے، جس طرح آپ پہلے اِدھر اُدر کی مارتے ہے ہیں، مارتے رہیے۔ ہمارے لئے آپ سے آوارہ بحث کے لئے اپنا وقت ضائع کرنا مشکل ہو گا۔ اگر بحث موضوعِ حق کیلئے ہے تو سنجیدہ گفتگو کیجئے! اگر صرف چکر چلانا ہے تو آپ کو مبارک، ہم اس میدان کے شاہ سوار نہیں ہیں۔ مجوزہ عنوان یہ ہیں۔

(۱) خلافت کی حقیقت　　(۲) شیعوں کے علی

(۳) شیعوں کے اربعہ ائمہ معصومین　　(۴) شیعوں کا قرآن وحدیث

(۵) شیعوں کی اخلاقی اور سماجی اقدار

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلافت کی حقیقت:

خلافت کے لغوی معنی نیابت اور جانشینی کے ہیں۔ اصلاحاً اس کے متعدد معنے اور کئی ایک شکلیں ہیں۔

خلافت نسلِ انسانی:

حق تعالیٰ کی عطا کردہ قوت اور اس کی حرارت سے مجملہ باختیار اور مجاز ہونے کی بناء پر کائناتِ ارضی پر انسان جو تصرف یا حکومت کرتا ہے۔ اس کو 'خلافت نسلِ انسانی' کہہ سکتے ہیں۔ بعض علماء نے اس کا نام 'خلافتِ قدرت' رکھا ہے۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَه

ہم زمین میں ایک خلیفہ بنانے والے ہیں۔

میں اسی خلافت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں مومن اور کافر، نیک اور بد سبھی انسان آجاتے ہیں۔ اور سبھی خلیفہ کہلاتے ہیں۔ اس سے حضرت آدم علیہ السلام کی امامت مراد نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں فساد اور خوں ریزی کو انکی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ ایک نبی کی طرف اس کا انتساب جائز نہیں ہے۔ اس لئے یہی کہنا پڑے گا کہ اس سے نوع نیابت مراد ہے۔ یعنی پوری نسل انسانی خلیفہ ہے۔ یہ جعل تکوینی ہے تشریعی نہیں ہے۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلَآئِفَ فِی الْاَرْضِ فَمَنْ کَفَرَ فَعَلَیْهِ کُفْرُه (پ۲۲. فاطر.ع۵)

وہی ایسا ہے جس نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا، سو جو کوئی کفر کرے گا۔ اسی پر پڑے گا۔

وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ (پ۲۰۔ النحل ع۵)

(یا وہ جو) تم کو زمین میں خلیفہ (صاحب تصرف) بناتا ہے۔

وَاذْکُرُوْا اِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ (پ۸. الاعراف.ع۹)

(حضرت ہود نے کہا اے بھائیو!) وہ وقت یاد کرو جب اللہ نے تمہیں قوم نوح کے بعد (وارث) بنایا۔

ان تمام آیات میں نسل انسانی کی نیابت اور خلافت مراد ہے کیونکہ جن سے انبیاء خطاب فرما رہے ہیں۔ وہ عموماً کافر ہیں۔ مومن کم ہیں۔ اسی طرح اس آیت کا حال ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ (پ۸. الانعام.ع۲۰)

اور وہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنایا اور تم میں سے ایک کے رتبے دوسرے پر بلند کیے۔

سورہ یونس میں فرمایا:

ثُمَّ جَعَلْنٰکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ (پ۱۱. یونس ع۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

پھر ہم نے تمہیں ان کے بعد زمین پر خلیفہ (نائب) بنایا۔

امام ابن کثیر اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَه کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

اس سے مراد مختلف اوقات میں باری باری اقوام عالم کا آنا ہے۔ صرف حضرت آدم مراد نہیں کیونکہ سفکِ دماء ان کی طرف منسوب ہے۔ اس لئے اس سے حضرت آدم مراد نہیں ہوسکتے۔

(انی جاعل فی الارض خلیفه) ای قوما یخلف بعضهم بعضًا قرنا بعد قرن وجیلا بعد جیل.... ولیس المراد ههنا بالخلیفة اٰدم علیه السلام فقط ..... والظاهر انه لم یرد اٰدم علینا اذ لو کان ذلك لما حسن قول الملئكة (اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفك الدماء) فانهم ارادوا ان من هذ) الجنس من یفعل ذلك (تفسیر ابن کثیر)

امام ابن کثیر کا قول قابل قبول نہ بھی ہو تب بھی مندرجہ بالا آیات اسی مضمون میں بالکل واضح ہیں کہ اس خلافت سے مراد بلا استثناء 'نسل انسانی' کی خلافت ہے جن لوگوں نے ان آیات کے الفاظ 'جاعل یا یجعل' سے امامت اور سیاسی پیشوائی مراد لی ہے۔ انہوں نے شاید قرآن حکیم کے سیاق و سباق پر توجہ نہیں دی۔

خلافت ابوت:

اس سے مراد آبائی وراثت ہے اور بس۔ یہ دونوں خلافتیں وہ ہیں، جن کا تعلق ہمارے موضوع سے نہیں ہے۔ کیونکہ دونوں کا تعلق پوری نسل انسانی سے ہے۔ جن میں خدا کی زمین پر ان کو قدرت تصرت حاصل ہے۔ اور اس سلسلے میں وہ ابتداءً اور وراثۃً یکے بعد دیگرے نیابت اور خلافت پر متمکن چلے آرہے ہیں۔

خلافت رسالت:

اس سے مراد امامت انبیاء ہے جو حق تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ اور تنفید اور اقامت دین کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ (پ۲۳.ص.ع۲)

اے داؤد! ہم نے آپ کو زمین پر خلیفہ بنایا ہے۔ سو لوگوں کے مابین حق کے مطابق فیصلہ (کیا) کریں۔

انبیاء کا تعلق اسی خلافت سے ہے۔ رب بہ راہِ راست ان کی تقرری فرماتا ہے اور ان کی حفاظت خود کرتا ہے اس لئے وہ معصوم رہتے ہیں ان پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے۔ ان کے ارشادات سے انحراف معصیت اور کافری تصور کیا جاتا ہے۔

خلافتِ رسول ﷺ:

یعنی اللہ کے رسول کے جانشین، خلیفہ اور اولو الامر کہلاتے ہیں۔ ان کا کام 'قرآن اور حامل قرآن' کا اتباع ان کے احکام کی تبلیغ اور تنفیذ ہوتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

ہے۔ لیکن یہ معصوم نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ مبعوث ہوتے ہیں۔ یعنی ان کی تقرری رب کی طرف سے نہیں ہوتی۔ اس لئے ان سے اختلاف اور نزاع کیا جا سکتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (پ۵۔ النساء۔ع۸)

مسلمانو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسولوں کا اتباع کرو اور اپنے حکمرانوں کا (کہا مانا کرو) اگر کسی چیز میں تم باہم جھگڑ پڑو تو (قطع نزاع کے لئے) اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو۔

اس آیت سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

الف۔ اللہ اور رسول کی براہِ راست اطاعت کا حکم ہے۔

ب۔ حکمرانوں (اولی الامر) کی اطاعت کو بالتبع رکھا ہے۔ اس لئے یہاں 'اطیعوا' اولی الامر نہیں کہا گیا بلکہ تنا اولی الامر بولا گیا ہے تا کہ یہ ذہن نشین ہو جائے کہ خلیفہ کی اطاعت مشروط ہے۔

ج۔ منکم (اپنے میں سے) کہہ کر یہ بتا دیا ہے کہ وہ بھی انسان ہی ہو گا۔

د۔ نزاع کی اجازت دے کر یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ مامور من اللہ یا معصوم عن الخطاء نہیں ہوتے، اس لئے ان کی اطاعت غیر مشروط نہیں ہوتی۔

ہ۔ قاطع نزاع اور درجۂ استناد صرف اللہ اور اس کے رسول پاک کا خاصہ ہے۔ ہم میں سے ہر ایک، فرد یا جمعیت خلیفہ ہو یا کوئی اور کارکن خدا کے ہاں جواب دہ ہے، وہ کسی کے ہاں جواب دہ نہیں ہیں۔

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ (پ۱۷۔ انبیاء۔ ع۲)

یعنی خدا کے سامنے جواب دہ نہیں ہے۔ وہ سارے خدا کے ہاں جواب دہ ہیں۔

اس لئے ہمارے نزدیک 'خلیفہ اور امام کے معصوم' ہونے کا نظریہ صحیح نہیں ہے۔ ایک تو یہ نظریہ آیت کے خلاف ہے، جیسا کہ اوپر گزرا ہے، اس کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد بھی یہی ہے۔

فانی لست فی نفسه بفوق ان اخطی ولا اٰمن ذلك من فعل الا ان یکفی الله فی نفسه وهو املك منی (نہج البلاغہ ص ۱۷۴)

میں اپنے نفس کو خطا کرنے سے بالا نہیں پاتا اور نہ اپنے فعل میں ماموں ہوں، سوائے اس کے کہ اللہ مجھے میرے نفس سے بچائے اور وہ مجھ سے زیادہ قادر اور مالک ہے۔

خارجیوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کرتے ہیں:

هولاء یقولون لا امرة وانه لابد للناس من امیر برا و فاجر (نہج البلاغہ، شرح میسم مطبوعہ طہران)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وہ (خارجی) کہتے ہیں کہ حکومت نہ ہو حالانکہ وہ لوگوں کے لئے ضروری ہے، کوئی امیر نیک ہو یا بد۔"

معلوم ہوا، خلیفہ کے لئے معصوم ہونا شرط نہیں۔ یہ بھی آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ خوارج گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر تصور کرتے ہیں۔ اور وہ خلافت کے سلسلے میں شیعوں سے بھی سخت عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کو "بر اور فاجر" کا بالخصوص ذکر کرنا پڑا ہے۔

شیعوں کے علی:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عظیم انسان اور رسول اللہ ﷺ کے عظیم صحابی اور 'رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ' کے زمرہ میں شامل تھے، لیکن شیعہ دوستوں نے جو تعارف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیش کیا ہے۔ اگر وہ صحیح ہے تو پھر خلافت آپ کا مقام نہیں ہے اس لئے خلافت کے لئے جھگڑا کرنا تضیع اوقات کے سوا اور کچھ نہیں۔ کیونکہ آپ کے پیش فرمودہ تعارف کی بنا پر ان کو خدا سے اوپر یا خدا سے نیچے بلا فصل ہونا چاہئے۔ رسول کریم ﷺ کی نیابت ان کے بیان کردہ مقام سے فروتر ہے خواہ وہ بلا فصل ہی کیوں نہ ہو۔ مندرجہ ذیل اکابر اور رہنماؤں کے افکار و تصریحات ملاحظہ فرمائیں!

انا حی لا یموت:

مشارق انوار الیقین شیعہ حضرات کی معروف کتاب ہے، اس میں لکھا ہے کہ:

'اجنع بن بنانہ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

انا اخذت العهد على الارواح فى الاذل، انا المنادى لهم الست بربكم، انا منشئ الارواح، انا صاحب الصور، انا اخرج من فى القبور، انا جاوزت بموسى البحر واغرقت فرعون وجنوده، انا ارسيت الجبال الشامخات، وفجوت العيون الجاديات، انا ذلك النور الذى اقتبس موسى هذا الهدى، انا حى لا يموت۔

'میں نے ہی ازل میں روحوں سے عہد لیا تھا، میں نے ہی ان کو آواز دی تھی کہ: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں! میں نے ہی روحوں کو پیدا کیا، صور اسرافیل کا ملک میں ہی ہوں اور میں ہی قبروں سے مردوں کو نکالنے والا ہوں، میں نے ہی موسیٰ کو دریا پار کرایا تھا۔ اور میں نے ہی فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کیا تھا۔ اور میں نے ہی اونچے اونچے پہاڑ گاڑے تھے۔ اور میں نے ہی آبِ رواں کے چشمے جاری کیے، میں ہی وہ نور ہوں جس سے حضرت موسیٰ نے کسب فیض کیا اور ہدایت پائی تھی۔ میں ہی حی لا یموت ذات ہوں، جس کو فنا نہیں ہے۔"

اوّل و آخر:

بیشک کہ تو ہی باطن و ظاہر ہے السلام
حقا کہ تو ہی اوّل و آخر ہے السلام! (فضائل مرتضوی ص ۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

خالق و مشکل کشا:

یہ وہ ہے کہ کونین کو جس نے کیا ایجاد — بے چوب دستوں خیمہ گردوں کیا استاد
یہ قابض ارواح ہے اور خالقِ اجساد — ناصر ہے رسولوں کا، فرشتوں کا ہے استاد

(فضائل مرتضوی مطبع یوسفی، دہلی ص ۳۰)

تاریخ الائمہ میں مرقوم ہے:

کوئی نبی اور وحی اور ولی از آدم تا ایندم نہیں گزرے کہ جس کی علی نے بلا د مصیبت میں مدد نہ کی ہو (فضائل مرتضوی ص ۱۳۶)

از ابتداء خلقت آدم و حوا کے تا عہدِ دولت جناب رسول اللہ ﷺ ایک لاکھ اسی ہزار پیغمبر ہوئے۔ سب کی مدد علی نے فرمائی۔ (ص ۵۱)

علی نے آدم و حوا کو ملایا۔ آگ کو خلیل پر گلشن بنایا، زکریا کو آرے سے بچایا، یوسف کو چاہ سے نکال کر مصر میں تخت پر بٹھایا، دیدۂ یعقوب کو نور بخشا، سلیمان کو جنّات سے چھڑایا۔ (تاریخ الائمہ ص ۵۲)

اور اسی طرح حضرت داؤد کو الحان اور حضرت موسیٰ کو ید بیضاء عنایت کیا۔ اور جس وقت پہاڑ پر موسیٰ کو غش آیا تو دستگیری فرمائی، آسمان پر جانے کو عیسیٰ کی رہبری کی......

علی کا معجزہ اک اک ہے نادر — علی کی ذات ہر شے پر قادر — (تاریخ الائمہ ص ۵۳)

علامہ شیخ عبد العلی ہروی تہرانی شیعہ حضرات کے نزدیک بڑا اونچا مقام رکھتے ہیں۔ انہوں نے 'مواعظ حسنہ' نامی کتاب تالیف فرمائی تھی۔ کتاب کے ٹائٹل پر ان کے یہ القاب لکھے گئے ہیں۔

"زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، عمدۃ المتکلمین و فخر المتالہین، عالم علوم ربّانی، کاشف اسرار حقانی، وحید العصر، فرید دہر، سرکار علامہ الشیخ عبد العلی الہروی الطہرانی۔"

یہ بزرگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی کے متعلق کتاب مذکور میں لکھتے ہیں۔

"پس معلوم ہوا کہ موت ان کے تابع ہے، بلکہ روز قیامت نفخ صور انہی کے حکم سے ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ امیر المؤمنین ایک معمولی کرتا پہن کر لڑائیوں میں شریک ہوتے تھے اور لڑتے تھے۔ ایک مرتبہ اصحاب نے عرض کیا۔ تو فرمایا میں وہ ہوں جو موت کو بھی مارنے والا ہے۔ مجھے کیا خوف ہے اور قیامت میرے حکم سے برپا ہو گی۔"

انا لساعة، انا الموت المميت ومخرج الكربات عن وجه خير البريات یعنی حضرت علیؓ فرماتے ہیں، میں خود قیامت ہوں اور موت کو مارنے والا ہوں۔ اور پیغمبر خدا سے رنج اور بلا دور کرنے والا ہوں (مواعظ حسنہ ص ۱۳۰)

قال امير المومنين عليه الصلوة والسلام انى خمرت طينة آدم بيدى اربعين صباحا۔ یعنی فرمایا 'امیر المؤمنین نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

کہ میں نے خمیر کیا آدم کی مٹی کو اپنے ہاتھوں سے چالیس روز تک۔' (ص ۲۲۸)

'علی ساقی کوثر ہے، قیامت میں دنیا میں مربّی، وحیات کو تقسیم کرتا ہے۔' (مواعظ حسنہ ص ۲۷۵)

ایک شیعہ شاعر نے اپنے 'دیوان وفائی' میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 'قدیم اور درجہ میں خدا سے کچھ کم' کہا ہے۔

علی کہ در قدیمش نہ ریب ہست نے شکے

علی کہ از خدا کی تبا شد جز اندکے (دیوان وفائی)

جناب حبیب اللہ فارسی شیعہ 'گلستان حکیم قاآنی' میں فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جان اور جہاں آفریں اور انسانی لباس میں خدا ہیں۔

علی بندۂ خاص جان آفریں ولے در حقیقت جہاں آفریں

آگے کہا کہ: گو وہ جہانِ آفرین کا بندہ ہے۔ مگر اصل میں جہاں آفریں وہی ہے۔

جہان آفریں را ہمیں بندا وست ولیکن جہاں آخر نیدہ اوست

پھر کہا کہ عاجزی کے لباس میں اس کی سربلندی ہے اور انسانی لباس میں وہ خدا ہیں۔

سرافرازیش در سرافگندگی خدائیش در کسوت بندگی

دیوان وفائی ہی میں ہے کہ: علی بے مثل یعنی لیس کمثلہ شےٌ ہے، وہی نور لم یزل ہے عیبوں سے پاک، مصدر کائنات اور معشوق ازل ہے۔

علی است فرد بے بدل، علی است مثل بے مثل علی است مصدر دوم علی ہست، صادر اول

علی است خالی از خلل علی ہست عاری از ذلل علی است شاہد ازل علی است نور لم یزل!

کہ فرد لایزال را جود اوست مظہرا (دیوان وفائی)

پھر لکھتا ہے کہ تمام انبیاء اور الیاء حضرت علی کے کفش بردار ہیں اور اللہ نے اپنی بادشاہی کے سارے اختیارات اس کے حوالے کر دیئے ہیں۔ اور وہ لامکان ہے۔

زمام ملک خویش را سپرده حق بدست او

چہ اولیاء، چہ انبیاء تمام پائے بست او

نظر بہ لامکان عنابہ ببیں مقام حیدرا (دیوان وفائی)

مزید فرمایا! حضرت علی کو فنا نہیں، قیامت وہی برپا کریں گے۔ اور یہ راز قیامت میں کھل جائے گا مَا رَمَيْتَ اَذْ رَميت کا مصداق کون تھا، کیونکہ علی خدا کا ہاتھ ہے اور وہ عین خدا ہے۔

چوں ایں جہاں فنا شود و علی فناش میکند

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قیامت ار بپا شود علی بپاس میکند
کہ دست دست او بود و لے خداش میکند
و مار میت اذ رمیت بر تو فاش میکند (دیوانِ وفائی)

ہو سکتا ہے کہ معاصر معارف دوسروں کی ذمہ داری لینے سے انکار کر دیں، اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ خود معارف کو معارف کے آئینے میں بھی پیش کر دیا جائے۔

آپ کے نزدیک یہ خلافت محمدیہ نیابت الٰہیہ ہے۔ تو آپ کے مقام خلافت محمدیہ یا نیابت الٰہیہ میں سرِ مُو فرق نہ تھا۔ (معارف علی فاطمہ تمبر دسمبر ۱۹۶۳ء)

ہونے لگا بہتوں کو خدا کا دھوکا   یہ عبد تو ملتا ہوا معبود سے ہے (معارف مذکور ص ۴۴)
علی کی ذات از بیا ہے رکوع ہست و بود اس کا
قیام اس کو قعود اس کو سلام اس کو درود اس کو
بنائے لا الٰہ کا پاس نگر ہوتا نہ قدرت کو
یہ ذات پاک ایسی ہے کہ جائز تھا سجود اس کو (ایضاً ص ۴۴)

اس لئے وہ بھی تمام انبیاء سے افضل ہیں لہٰذا آنحضرت نے ایک دفعہ جبکہ حضرت علیؓ باہر سے تشریف لائے فرمایا: مرحبا سید المرسلین وامام المتقین (معارف ص ۴۷)

اور جس وجہ الہ، دستِ خدا، شیر خدا، جان محمد، نفس پیغمبر، نائب رسالت، سربراہ امت، روح امامت، شہنشاہ ولایت، جوہر شجاعت، علی ولی قوت اللہ، مشکل کشا، سلطان حضرت کبریا دافع لا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بدولت حق کو فتح اور باطل کو شکست نصیب ہوئی۔ (معارف ص ۱۳ مارچ ۱۹۶۶ء)

کربلا اور مسجد کوفہ میں کیوں شکست کھائی؟ کچھ تو بولئے!

حضرت علی علیہ السلام اسی وقت عالم وجود میں آئے جبکہ کوئی سے خلق نہ ہوئی تھی۔ نہ آدم کا وجود تھا۔ نہ فرشتے تھے نہ عرش نہ کرسی نہ آسمان و زمین وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے اپنے صفت نصیر سے متصف ہونے کے سبب جملہ انبیاء علیہم السلام کی امداد فرمائی۔ (معارف ماہ جنوری ۱۹۷۰ء)

عن النبی انه قال لعلی یا علی ان الله قال لی یا محمد بعثت علیا مع الانبیاء بالمنا د معك ظاهرا (ترجمہ) فرمایا نبی ﷺ نے جنابِ علی علیہ السلام سے کہ مجھے میرے رب نے بتایا ہے کہ میں نے علی کو تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ پوشیدہ طور پر بھیجا ہے اور تمہارے ساتھ ظاہری طور پر (انوار نعمانیہ ص ۱۲) (معارف جنوری ۱۹۷۰ء)

حضرت علی سے جب یہ سوال کیا گیا کہ آپ کی فضیلت انبیاء سابقین علیہم السلام پر کیا ہے۔ جبکہ ان انبیاء علیہم السلام کو بلند معجزات معروفہ عطا کئے گئے تھے تو آپ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

فقال علیہ السلام: واللہ قد کنت مع ابراهیم فی النار وانا الذی جعلتها برداً وسلاما وکنت مع نوح فی السفینة فانجیناہ فی الفرق وکنت مع موسی فعلمته التوراۃ وانطقت عیسیٰ فی المهد وعلمته الانجیل وکنت مع یوسف فی الجب فانجیته من کید اخوته وکنت مع سلیمان علی البساط وسخرت الریاح (انوار النعمانیہ ص ۱۳)

یعنی امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں حضرت ابراہیم کے ساتھ تھا۔ جبکہ انہیں آگ میں ڈالا گیا اور میں ہی وہ ہوں کہ جس نے اسے ٹھنڈا کیا۔ اور باعث سلامتی بنا اور میں جناب نوح کے ساتھ کشتی میں تھا، پس میں نے انہیں غرض ہونے سے بچالیا۔ اور میں جنابِ موسیٰ کے ساتھ تھا پس میں نے ہی گہوارہ میں نطق کر دیا۔ اور انہیں انجیل پڑھائی اور میں ہی یوسف کے ساتھ کنویں میں تھا۔ پس میں نے ان کو بھائیوں کے مکر و فریب سے پناہ دیں۔ اور میں ہی سلیمان کے ساتھ بساط پر تھا۔ اور میں نے ہی ہواؤں کو ان کا تابع فرمان بنا دیا تھا۔ (معارف جنوری ۱۹۷۲ء)

معارف اسلام علی فاطمہ نمبر نومبر، دسمبر ۱۹۶۲ء میں "اندر نام دید اور اتھر وید میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا ایک پوتر نام" کے عنوان سے گیلانی صاحب مدیر نے ایک مضمون تحریر فرمایا ہے۔ جس میں الوہیت علی جیسی باتیں جمع کر دیں کہ خدا کی پناہ، اس میں سے چند یہ ہیں کہ:

(۲) آپ خدائی قوتوں کے مالک ہیں اور اسی لئے آپ کو 'قوۃ اللہ' کہا جاتا ہے۔

(۴) آپ سب پر غالب آنے والے ہیں۔ غالب کل غالب۔

(۸) ہر جگہ اور ہر مقام پر مولا علی ہی کی حکومت ہے۔

(۹) کائنات عالم کا ذرہ ذرہ آنجناب کے تحت الحکم اور زیر فرمان ہے۔ غالب کل غالب ہونے کی وجہ سے آپ کا ہر چیز پر غلبہ ہے۔

(۱۰) کوثر و تسنیم و سلسبیل، جناب امیر کے قبضہ میں ہے، امیر علیہ السلام کو بہشت کا مالک کہا گیا ہے۔ الجنت تحت العلیٰ (ملخصًا)

سام دید میں آنے والے 'اندر' سے متعلق پیشن گوئی کی گئی ہے کہ وہ ہمنام خدا ہوا۔ اس میں اندر کی ایک ایسی تعریف کی گئی ہے جس کا اطلاق کسی صورت میں اور کسی مبالغے میں حضور رسالت مآب کی ذات اقدس پر نہیں ہوتا۔ (معارف مذکور)

علی نبی کے گھر کچھ تھا تو خدا تھا یا خدا کا علم تھا (ایضاً)

یا علی انت وجہ اللہ، یا علی انت عین اللہ، یا علی انت لسان اللہ، یا علی انت ید اللہ، یا علی انت اذن اللہ (معارف اسلام ملخصًا علی فاطمہ نمبر اکتوبر، نومبر ۱۹۶۶ء)

الغرض شیعہ اکابر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو تعارف پیش کیا ہے۔ وہ آپ کے سامنے ہے، نقل کفر کفر نہ باشد، ورنہ ان اقتباسات کو نقل کرنے کا حوصلہ نہیں پڑتا۔ بہر حال شیعہ حضرات کو چاہئے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خلافت کا لالچ نہ کریں۔ کیونکہ یہ مقام مقام علی نہیں۔ نیابت رسول، رسول کے اُمتی اور ایک انسان کے لئے تو ممکن ہے۔ لیکن وہ ذات گرامی جو بقول شیعہ بزرگان، انبیاء سے افضل اور انسانی لباس میں خود خدا ہو۔ اس کے لئے رسول کے عاجز امتیوں سے 'خلافت رسول' کی بھیک مانگنا، شایان شان بات نہیں ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اب اس بحث کو ختم ہونا چاہئے۔ کیونکہ جس بات میں جھگڑا ہے، وہ علی رضی اللہ عنہ میں نہیں۔ جو منصب آپ کے لئے مخترعہ مقام کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

نسبِ حال ہے۔ اس کے بارے میں ہم سوچنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ باقی رہے آپ؟ سو وہ آپ نے ان کو دے ہی رکھا ہے۔ اس لئے اب جھگڑا بے سود ہے۔

خدا سے بھی افضل:

شیعوں کا اعتقاد ہے کہ علیؓ ہر غلطی، خلل اور زلل سے پاک ہے۔ ہر امام عالم الغیب ہے۔ لیکن خدا کے بارے میں ان کا نظریہ یہ ہے کہ خدا کو 'بدا' ہوتا ہے یعنی آئندہ کے واقعات کے بارے میں خدا پر بے خبری اور جہالت طاری ہو جاتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:

امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بعد قائم مقام اسمٰعیل کو قرار دیا تھا۔ پھر اسمٰعیل سے وہ بات ظاہر ہوئی۔ جو ان کو پسند نہ تھی تو انہوں نے موسیٰ کو قائم مقام مقرر کیا۔ جب ان سے پوچھا گیا تو فرمایا:

"اللہ کو بدا ہو گیا ہے۔" (مجاز الانوار محقق طوسی)

ما بدا الله فی شیء کما بدا الله فی اسمٰعیل ابنی یعنی اللہ کو ایسا بدا کبھی نہیں ہوا۔ جیسا میرے بیٹے اسمٰعیل کی بابت ہوا۔ (رسالہ اعتقادیہ شیخ صدوق ص۲۶)

عن الرضا یقول ما بعث الله نبیا قط الا بتحریمه الخمر وان یقوا الله بالبدا (اصول کافی ص۸۴)

اللہ نے جو بھی بھیجا اس کو تحریم شراب کے ساتھ بھیجا ہے۔ اور یہ کہ اللہ کے لئے بداء کا اقرار کریں۔

شیعوں کے ہاں یہ روایات ملتی ہیں کہ:

حضرت امام جعفر کے ذریعے خدا نے اعلان کیا کہ امام جعفر کے بعد ان کے بیٹے اسمٰعیل امام ہوں گے۔ مگر اسے کچھ حرکات ناشائستہ صادر ہوئیں۔ جن کا علم خدا کو نہ تھا، اس لئے پھر اس کے بجائے آپ کے دوسرے بیٹے موسیٰ کاظم رضا کو بنایا۔ کہتے ہیں کہ ایسا بڑا بدا خدا کو کبھی نہیں ہوا تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ خدا نے امام نقی کے بیٹے محمد کی امامت بتائی مگر خدا کو معلوم نہ تھا۔ کہ وہ باپ کے سامنے فوت ہو گا۔ اس لئے بعد میں خدا کو اپنی رائے بدلنا پڑی اور امام حسن عسکر کو امام بنایا۔

امام باقر فرماتے ہیں کہ اللہ نے امام مہدی کے ظہور کا وقت ۷۰ء مقرر کیا۔ مگر امام حسین شہید ہو گئے اور اللہ میاں ناراض ہو گئے۔ امام مہدی کے ظہور کو غیر متعلق میعاد کے لئے ملتوی کر دیا۔

الغرض 'بدا' اس کو ہوتا ہے جو انجام کار سے بے خبر ہو۔ خدا تو انجام کار سے ناواقف مگر ائمہ حضرت علی سمیت اس سے منزہ اور پاک؟ تو خود خیال فرمائیے! ایسے علی کے لئے خلافت رسول تو کجا، نیابت الٰہیہ بھی فروتر ہے۔ ہاں اگر خدا حضرت علی کے نائب اور خلیفہ بننا چاہیں تو شاید یہ اعتقاد شیعہ احباب کو کوئی حرج نہ ہو۔

ان تصریحات کے پیش کرنے سے غرض یہ ہے کہ خلافت سے یہاں بحث کرنا فضول ہے۔ کیونکہ حضرت علی "نیابت" کی چیز نہیں ہیں۔ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

لئے یہ احباب ملت اسلامیہ کا خوامخواہ وقت ضائع نہ کریں۔

شیعوں کے آئمہ معصومین:

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ آئمہ معصوم ہوتے ہیں، گویا کہ وہ اس طرح اجراءِ نبوت کے قائل ہیں۔ کیونکہ عصمت خاصہ ٔانبیاء ہے ویسے بھی تاریخ اور کتب شیعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معصوم نہ تھے۔

حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت کے حق میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ دست بردار ہوگئے۔ غالباً شیعوں کے نزدیک یہ ایک سنگین بات ہے۔ اس کے علاوہ تاریخ ابن کثیر میں ہے کہ حضرت امیر معاویہ کے عہدِ خلافت میں حضرت حسین، حضرت حسن، کے ہمراہ ان کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور وہ گراں قدر عطیات سے نوازے جاتے تھے۔

شرح ابن ابی الحدید جلد دوم (شیعہ) میں ہے کہ:

معاویہ دنیا میں پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے دس دس لاکھ درہم عطا کئے اور ان کے فرزند (یزید) پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسے دگنا کر دیا۔ حضرت کے بیٹوں امام حسن اور حسین کو ہر سال عطا ہوتے تھے۔ (شرح ابن ابی الحدید)

پھر ان کی باہم رشتہ داریاں تھیں (مثلاً) امام حسین کی بھتیجی اور حضرت جعفر طیار کی صاحب زادی سیدہ اُم محمد یزید کے عقد میں تھیں اور امام حسین کی زوجہ محترمہ امیر معاویہ کی حقیقی بھانجی تھیں۔ (شاہکار رسالت ص ۴۵۶)

گو ہم ان باتوں کو شیعوں کے نظریہ کے مطابق غلط نہیں سمجھتے لیکن شیعوں کو سوچنا چاہیئے کہ جو امور ان کے نقطہ نظر سے کفر و اسلام کا مسئلہ میں ظاہر ہے، ان کا ارتکاب ان کے نقطہ ٔنظر سے ان کی عصمت کے خلاف ہی ہوگا اور ہونا چاہیئے۔

امام جعفر صادق حضرت حسن پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

لو توفی الحسن بن علی علی الزناء والرباء وشراب الخمر کان خیرا مما توفی علیه (احتجاج طبری ص ۱۹)

اگر حسن بن علی زنا، بیاج اور شراب نوشی کے مرتکب ہو کر مرتے تو اس سے بہتر تھا، جس (حالت) پر اس نے وفات پائی۔

ظاہر ہے یہ خلافت سے دستبرداری کی طرف اشارہ ہے۔ اگر یہ بات ہے تو پھر عصمت کہاں؟

رجال کشی سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے آئمہ عوام کو جھوٹ مسائل بتایا کرتے تھے۔ فاجابه فیها بخلاف الجواب الاول (رجال کشی)

بلکہ حضرت امام جعفر صادق کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ:

خذ بما فیه خلاف العامة (روی عمر بن الحنظلة خذ بما خالف العامة ودع ما وافقهم (کافی کلینی)

جو اکثریت کے خلاف جائے وہ لے لو اور جو موافق ہو چھوڑ دو۔

غور کیجئے! حضرت امام جعفر کس امر کی تلقین فرمارہے ہیں؟ کیا عصمت ایسی باتوں کی متحمل ہے؟

حضرت علی سے ان کے حقیقی بھائی عقیل، چچا حضرت عباس، چچازاد بھائی عبداللہ بن عباس سے سخت اختلاف رہا خاص کر حسنین کی اَولاد کے درمیان خوب رنجش رہی۔ امام جعفر صادق فرماتے ہیں:

ليس منا احد الا وله عدو من اهل بيته فقليل لا بنوا الحسن لا يعرفون الحق قال بل ولكن يحملهم الحسد يمنعهم (احتجاج طبری ص ۱۹۲)

ہم میں سے ایک بھی ایسا نہیں کہ اہل بیت میں سے ہی کچھ لوگ اس کے دشمن نہ ہوں، حضرت جعفر سے پوچھا گیا کہ کیا حسن کی اولاد کو یہ معلوم نہیں کہ یہ کس کا حق ہے؟ فرمایا ہاں جانتے ہیں مگر حسد کے مارے کرتے ہیں۔

شیعوں کے ایک بڑے امام زرارہ حضرت امام باقر کے متعلق یہ کہتے تھے:

شيخ لا علم له بالخصومة (اصول کافیؒ) بابا مناظرہ کرنا جانتا ہی نہیں۔

مجالس المؤمنین اور حق الیقین (کتب شیعہ) نے حضرت علی کے بارے میں حضرت سیدہ فاطمہ کے جو ریمارک نقل کئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان کی عصمت کی قائل نہ تھی۔ ہم اس کے چند فقرے بغیر ترجمہ کے ذکر کرتے ہیں، کیونکہ حوصلہ نہیں پڑتا۔ خود سوچ لیجئے!

اگر او (نبی) بوقت عجز بغار فرار نمود این (علی) بوقت منع و عجز در خانہ برروئے خود فراز کرد اگر بنی دختر بعثمان دادوی (علی) دختر بہ عمر فرستاد (بی لس ص ۶۹)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام انتظار معاودت اومی کشید چون بمنزل قرار گرفت خطابہاں درشت باسید او صیانمود کہ مانند چنین در رحم پردہ نشین شدہ ومثل خائباں درخانہ گریختہ الخ۔ (حق الیقین ص ۲۳۳)

ترجمہ: کسی سے کرا کے دیکھ لیجئے اور پھر گریبان میں جھانک کر دیکھئے! شاید بات سمجھ میں آجائے۔

شرح میثم مطبوعہ طہران میں ہے:

هولاء يقولون لا امرة وانه لابد للناس من امير بن وفاجراً (شرح ميسم - نهج البلاغة)

یہ (خوارج) کہتے ہیں، حکومت نہیں ہے، حالانکہ ضروری ہے کہ لوگوں کا کوئی امیر ہو، وہ نیک ہو یا بند (بہرحال ہو ضرور) یہ معلوم ہوا کہ امامت کے لئے عصمت کے دعوے عامیانہ ارادت مندی کا ایک گونہ اظہار ہے۔ اور کچھ نہیں۔ یہ لوگ تو عصمت انبیاء کے بھی قائل نہیں۔ عصمت امامت کو کیسے نباہ سکیں گے؟ ان کا کہنا ہے کہ عبودیت میں راسخ ہونے کے لئے ضروری ہے کہ انبیاء سے کسی قدر گناہ صادر ہں۔

داؤد علیہ السلام کے قصے کے بیان میں حیات القلوب میں ملّا باقر مجلسی نے یہ تحریر کیا ہے۔

از پیغمبراں گناہ صادر نمی شود لیکن چوں نہایت مرتبہ کمال انسانی اقرار لعجز وناتوانی وتذلل است وایں معنے بدوں صدور فی جملۃ مخالفتے حاصل نہ میشود ولہذا حق تعالیٰ گاہے انبیاء ودوستان خودرا بخود می گذارد کہ مکروہے یاترک اولی ازیشان صادر کرود (صافی ترجمہ کافی مطبوعہ لکھنو کتاب التوحید ص

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۲۹

نہج البلاغہ میں ہے کہ حضرت علی نے اقرار کیا کہ لست فی نفسی بفوق ان اخطئ ولا امن ذلك من فعل (ص ۱۷۴) میں اپنے نفس کو خطا کرنے سے بالا نہیں پاتا اور نہ اپنے فعل میں، میں مامون ہوں۔

حضرت زین العابدین نے یزید سے کہا۔

انا عبد مكره لك فان شئت فامسك وان شئت فبع (کافی کی کتاب الروضہ ص ۱۱۰)

"میں آپ کا مجبور غلام ہوں چاہیں تو غلام رکھ لیجئے جی چاہے تو فروخت کر ڈالئے!"

طوالت مانع نہ ہوتی تو مزید مثالیں پیش کی جاسکتی تھیں۔ دانشمند کے لئے اشارہ کافی ہے)

یہ تو تھی ایک نظری بحث اور تفصیل حالِ واقعی۔

ہم نے اوپر کی سطور میں مفروضہ ائمہ معصومین کے سلسلے میں جو کچھ بیان کیا ہے، اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم معاذ اللہ ان کو گنہگار تصور کرتے ہیں۔ بلکہ یہ ایک نظری بحث اور حال واقعی کی ایک تفصیل تھی۔ اور وہ بھی خود شیعہ حضرات کے مفروضوں کی بنیاد پر ورنہ جہاں تک ہماری عقیدت کا تعلق ہے۔ ہم سب کو صلحائے امت اور بزرگان ملت تصور کرتے ہیں۔ اگر ہم ان کے مبارک عہد میں ہوتے تو ہم ان کے پاؤں دھو کر پیتے۔ اگر بقول شیعہ حضرات وہ اب بھی تشریف لاتے تو ہم ان کی راہوں پر اپنی آنکھیں بچھاتے۔ کیونکہ وہ قرآن کے پیروکار اور متبع سنت تھے جو حو سیّات شیعہ نے ان کی طرف منسوب کی ہیں وہ ان سے بالکل دور تھے۔ اور اصلی موحد تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ان پر صد ہار حمتیں اور برکتیں ہوں۔

لطیفہ

شیعہ دوستوں کے دانشمندانہ لطیفوں میں سے ایک لطیفہ یہ بھی ہے کہ عصمت آئمہ کا نعرہ لگانے والوں نے اِن ائمہ کو چھپا رکھا ہے، تاکہ ان کو ہوا نہ لگے۔ اور ہم پورے وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر بہ فرض محال آج وہ تشریف لے آئیں تو بھی یہی شیعہ سب سے پہلے ان کے خلاف محاذ بنائیں گے، کیونکہ یزید کو گالیاں دیتے دیتے وہ خود یزید صفت حکمرانوں سے مانوس ہو گئے ہیں۔ باقی رہے ہم؟ سو ہم ان سے کہتے ہیں کہ:

جنبا! ہم سے لڑتے کیوں ہو، ان بزرگوں کو لاؤ! ہم ان کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں، بیعت خلافت، بیعت جہاد، اور بیعت ارادت، غرض جو بھی بیعت آپ چاہیں گے ہم ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے دکھا دیں گے۔ مگر ان کا حال وہی ہے جو ایک مخلص پٹھان کا بیان کیا جاتا ہے کہ:

اس نے کسی کافر کو دیکھ لیا، تو تلوار سونت لی اور اس سے کہا کہ کلمہ پڑھو اور مسلمان ہو جاؤ۔ ورنہ ہم تمہارا سر قلم کر کے رکھ دیں گے۔ وہ بے چارہ ہاتھ جوڑ کر بولا، کہ جناب! ہمیں مارو نہیں، ہمیں کلمہ پڑھاؤ، ہم مسلمان ہوتے ہیں۔ پٹھان بولا۔ افسوس! کلمہ ہمیں بھی نہیں آتا ورنہ آج تم کو ضرور مسلمان کر ڈالتے۔ بالکل یہی بات ان کی ہے کہ یہ لوگ خواہ مخواہ ہم سے لڑتے ہیں، ہم تو کہتے ہیں کہ وہ پاک لوگ ہمارے سامنے کریں تاکہ ہم ان کے حضور اپنا ہدیۂ قیادت پیش کریں ویسے بھی وہ کون ظالم اور عقل کا دشمن ہے جو ان صلحاء کے ہوتے ہوئے مسٹر بھٹو، کرنل قذافی، انور السادات، سورہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رتو، اور شاہ فیصل کو مقدم کرے گا۔ لیکن پٹھان کی طرح یہ جواب دیتے ہیں کہ افسوس ہمارے پاس دونوں نہیں ہیں۔ ورنہ ہم ضرور بیعت کروا لیتے۔ بہر حال ہمارے نزدیک وہ سب بزرگ اپنی اپنی باری بھگتا گئے ہیں۔ اور قرآن و سنت کے مطابق بھگتا گئے ہیں۔ ان کے مابین وہ رنجشیں نہیں تھیں۔ جو بعد والوں نے باہم گوارہ کر لیں ہیں۔ اور نہ ان میں وہ عملی کوتاہیاں تھیں جو بعد میں ان کے نام پر گھڑلی گئی ہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ بھی وقت ضائع نہ کریں، ہوا میں تیر نہ چلائیں۔ وہ باتیں کرنا سیکھیں جو ہو سکیں۔ یوں مفروضوں پر اپنی صلاحیتیں نہ گنوائیں۔ اور نہ ہی باہمی کدورتوں کو فروغ دینے کا موجب بنیں۔ اگر ان کا نام لیتے ہو تو یزید صفت حکمرانوں کو راہ پر لاؤ۔ ورنہ شور مچا مچا کر ہمارے کان نہ کھاؤ، کچھ ہوش کرو، آخری عمر میں ہی کچھ ہوش کی باتیں کر دیکھو۔

شیعوں کا قرآن وحدیث:

ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ ہمیں ایک ایسے 'مفروضی' فرقہ سے پالا پڑ گیا ہے جو آئمہ معصومین کے نام پر بات سیاسی اور خلافت کی کرتا ہے مگر ان کا اپنا حال یہ ہے کہ:

ان سے خلافت کے لئے آدمی مانگو تو کہتے ہیں، اس وقت نہیں ہیں کبھی آئیں گے، نظام مملکت کے لئے کوئی دستوری اور آئینی کتاب طلب کرو تو فرمائیں گے کہ وہ بھی امام کے ساتھ کہیں غائب ہے۔ تو ان سے کوئی پوچھے کہ سامان پاس نہیں ہے تو تم یہاں کیا لینے آئے ہو، اور ہم سے کیا چاہتے اور مانگتے ہو؟

اصل بات یہ ہے کہ ان کو کام سے غرض نہیں ہے، مفروضی لوگ ہیں۔ شیخ چلی کی طرح باتیں کر کر کے دل بہلاتے رہتے ہیں۔ لیکن عملاً جب کبھی یہ لوگ نظر آتے ہیں، عموماً یزید صفت حکمرانوں کی گود میں ہی دکھائی دیتے ہیں۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر کوئی کیا سمجھے کہ ان کو کیا ہو گیا ہے؟

دیکھئے! قرآن کے بارے میں ان کا یہ نظریہ ہے کہ اس میں کمی بیشی کی گئی ہے۔

باب فیه نکت ونتف من التنزیل فی الولایة (اصول کافی ص ۲۶۱)

یہ باب اسی بیان میں ہے کہ امامت کی آیتیں قرآن سے نکال دی گئی ہیں۔

اس کے بعد متعدد روایات بیان کی گئی ہیں جن سے وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ فلاں فلاں آیتیں خارج کر دی گئی ہیں۔

وزادوا فیه ما ظهر تناکره وتنافره (احتجاج ص ۱۳۰)

اس نے اس (قرآن) میں وہ آیتیں بڑھا دیں جن کا خلاف فصاحت و قابل نفرت ہونا ظاہر ہے۔

اصول کلینی ص ۶۷۱ مطبع کشوری میں ہے کہ حضور کے وصال پر حضرت علیؓ نے قرآن جمع کیا۔ لوگوں نے پسند نہ کیا اور کہا کہ ہمارے پاس جامع قرآن موجود ہے۔ ہمیں تمہارے مرتب کردہ قرآن کی حاجت نہیں۔

فقال واللہ ما ترونه بعد یومکم هذا ابدا (اصول کلینی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس پر حضرت علی بولے، خدا کی قسم! آج کے بعد تم اس قرآن کو کبھی نہیں دیکھو گے!

حضرت امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ امام مہدی اصلی شکل والا قرآن لائیں گے۔ حتی یقوم القائم فاذا قام القائم قرء کتاب الله عزوجل علی حده (ص ۱۷۱ اصول)

تفسیر صافی ص ۱۳ (شیعہ) میں ہے:

اما اعتقادها مشائخنا فی ذلك فی الظاهر من ثقة الاسلام من یعقوب الکلینی انه یعتقد التحریف والنقصان

تحریف قرآن کے بارے میں ہمارے بزرگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ ثقۃ الاسلام امام کلینی کے کلام سے ظاہر ہے کہ وہ اس میں تحریف اور کمی ہو جانے کے قائل تھے۔

اسی سلسلہ کی روایات بیان کر کے تفسیر صافی میں لکھا ہے کہ:

المستفاد من جمیع هذه الاخبار وغیرها من الروایات من طریق اهل البیت ان القرآن الذی بین اظهرنا لیس بتامه (تفسیر صافی مقدمه سادسه مطبوعه طهران ص ۱۳۰)

ان روایات اور ان کے سوا اور روایات جو طریق اہل بیعت سے مروی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ یقین کیجئے! جو قرآن اس وقت ہمارے سامنے ہے وہ پورا نہیں ہے۔"

علامہ خلیل قزوین لکھتے ہیں:

دعوئے ایں کہ قرآن ہمیں است کہ در مصاحف مشہورہ است خالی از اشکال نیست (صافی ترجمہ کافی فصل القرآن ص ۷۵، ۶)

یہ دعوے (جو علامہ شریف مرتضی نے موجودہ قرآن کو صحیح سمجھنے کے لئے پیش کیا ہے) کہ قرآن اسی قدر ہے جو مصاحب مشہورہ میں ہے۔ محلِ نظر ہے۔ یعنی شیعوں میں سے شریف مرتضیٰ قرآن کو جو پورا سمجھتا ہے۔ وہ جمہور شیعہ کے مسلک کے خلاف ہے۔

عن ابی جعفر قال لولا انه زِید فی کتاب الله ونقص ما خفی حقنا علی ذی حجی

حضرت امام باقر فرماتے ہیں کہ اگر قرآن میں کمی بیشی نہ کی گئی ہوتی تو ہمارے حقوق کسی عقلمند انسان سے پوشیدہ نہ رہتے۔ تفسیر صافی میں ہے۔

انهم اثبتوا فی الکت ما لم یقل الله لیلبسوا علی خلیقة (مقدمہ سادسہ مطبوعہ طھران ص ۱۱۔ ۱۰)

انہوں (صحابہ) نے کتاب (قرآن) میں وہ کچھ لکھ دیا ہے۔ جو اللہ نے انہیں کہا تاکہ خلق خدا کو گمراہ کر سکیں۔

علامہ نوری طبرسی فصل الخطاب (مطبوعہ ایران ص ۹۷) میں لکھتے ہیں:

فحجبه عن اعینهم وکان عند ولده.... وهو عند الحجة عجل الله خروجه یظهره للناس بعد ظهوره ویامرهم بقراته وهو مخالف لهذا القرآن الموجود من حیث التالیف وترتیب السور والایات بل الکلمات ایضاجهة

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الزیادہ والنقصیة وحیث ان الحق مع علی علیه السلام وعلی مع الحق خفی القرآن الموجود تفسیر من جهتین وهو المطلوب (فصل الخطاب ص۹۷)

تو انہوں (علیؓ) نے اس کو لوگوں سے چھپالیا اور وہ قرآن ان کی اولاد کے پاس رہا..... اور اب وہ امام مہدی کے پاس ہے۔ اللہ اسے جلدی لائے، وہ اپنے ظہور کے بعد اس کو نکالیں گے۔ اور لوگوں سے اس کے پڑھنے کو کہیں گے۔

اور وہ قرآن موجودہ قرآن کے مخالف ہے، تالیف سورتوں کی ترتیب، آیات بلکہ الفاظ تک، سب کے مخالف ہے۔ کمی بیشی کے لحاظ سے اور اسی لحاظ سے کہ حق علی کے ساتھ ہے۔ لہٰذا ثابت ہوگیا کہ موجودہ قرآن میں دونوں طرح سے تحریف ہوگئی ہے اور یہی ہمارا مقصد ہے۔

قارئین سے درخواست ہے اور شیعہ بھائیوں سے اپیل ہے کہ وہ غور فرمائیں کہ، شیعہ حضرات جس نام خلافت کے داعی ہیں، اس کے بھی امام غائب، صدیوں سے غائب، ان کے ساتھ ان کا قرآن بھی غائب اور صدیوں سے غائب۔ آخر وہ کس منہ سے شیعی نظام سیاست کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں؟

قوتِ حاکمہ اور نظامِ خلافت دونوں غائب ہونے کے بعد شیعوں کے پاس ملت اسلامیہ کے لئے اور کیا منشور ہے؟ تقیہ، متعہ، سب اور موجودہ یزیدصفت حکمرانوں کی خوشامد اور اطاعت؟

"کیا یہی شاہکار ہے تیرے ہنر کا"

باقی رہیں ان کی حدیثیں؟ سو وہ زیادہ اقوال اہل بیت اور ائمہ کے ارشادات ہیں۔ ان کا ان کے نزدیک 'قولِ نبی' ہے۔ اور وہ بھی جتنی روایات ہیں، کتبِ رجال و تاریخ اُٹھا کر دیکھ لیجئے! تقریباً تقریباً اکثریت ان میں وضاع اور کذابوں اور تقیہ بازوں کی ہے اگر کوئی صاحب ان سے کہے کہ

اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی!

تو بھلا کیا جواب ہوگا؟

شیعوں کی اخلاقی اور سماجی اقدار:

حکمران اقوام اونچے اخلاق اور بلند کیریکٹر کی حامل ہوتی ہیں، جس کے آئمہ بھی حامل تھے۔ مگر بعد میں ان کے نام لیوا شیعوں نے اخلاق کے جو نمونے چھوڑے ہیں۔ وہ کچھ زیادہ بلند نہیں ہیں۔ یعنی ایک تقیہ باز فرقہ پر کون اعتبار کرے گا۔ کہ خدا جانے اس نے جو بات کہی ہے وہ اس کے دل کی بات ہے یا کچھ اور؟ متعہ کا باب کھول کر قلب و نگاہ کو جس قدر مکدر رکھنے کے سامنے کر ڈالے ہیں، اس نے جنسی انارکی کی حد کر دی ہے پھر جو دنیا سے جا چکے، ان تک کو 'سب' بکنا آخر کون سا معیار فضیلت ہے کہ دنیا خلافت ان کے سپرد کرے؟

قال ابو جعفر علیه السلام التقیة من دینی ودین اٰبائی ولا ایمان لمن لا تقیه له (اصول کافی ص ۴۸۴)

حضرت امام باقر فرماتے ہیں کہ تقیہ میرا اور میرے آباؤ اجداد کا دین ہے۔ جو تقیہ کے سرمایہ سے خالی ہے، وہ ایماندار نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

غور کیجئے یہ لوگ پوری قوم کو ایک دوسرے کے خلاف کس بے اعتمادی کا درس دینے لگے ہیں۔ اور جرأت مند قوم کو کس بزدلی اور بے ایمانی کا درس دینے لگے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ بات حضرت امام باقر نے بالکل نہیں کہی۔ وہ بہادر، اور اصحاب عزیمت لوگ تھے۔

قال ابو عبد الله علیه السلام یا سلیمان انکم علی دین من کتمه اعزه الله ومن اذاعه اذله الله (اصول کافی ص ۴۵۷)

امام جعفر صادق نے فرمایا! اے سلیمان! تم لوگ ایسے دین پر ہو جو اسے چھپائے گا، اللہ اس کو عزت بخشے گا اور جو اسے عام کرے گا اللہ اسے ذلیل کرے گا۔

بھلا جس مذہب کی بنیاد 'چھپانے' پر ہو، وہ بھی سربلند کر کے چلنے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ خدا جانے اندر خانے وہ کیا قباحتیں ہیں جن کو چھپانے کے لئے قوم کو خدا کا واسطہ دیتے رہتے ہیں؟

من تمتع مرۃ درجته کدرجة الحسن ومن تمتع مرتین درجته کدرجة الحسین ومن تمتع ثلاث مرات درجة کدرجة علی ومن تمتع اربعة درجته کدرجتی (منہج الصادقین ص ۲۵۸)

یعنی نبی کا (معاذ اللہ) ارشاد ہے کہ جس شخص نے ایک دفعہ متعہ کیا، اس کو حضرت حسن کا مرتبہ ملے گا، جس نے دو دفعہ کیا اسے حضرت حسین کا، جس نے تین بار کیا اسے حضرت علی اور جس نے چار مرتبہ کیا اس کو میرا درجہ ملے گا۔

ع نقلِ کفر کفر نہ باشد، بہر حال غور کر لیجئے! ایسی باتیں کر کے ان لوگوں نے خود بزرگوں کی کس قدر توہین کی ہے۔ پھر یہ لوگ کس بازار کو سجانے کی دعوت دے رہے ہیں؟ اس کا اندازہ خود کر لیجئے!

الغرض! مسٹر غیاث الدین صاحب ادھر ادھر کی باتوں میں وقت ضائع کرنے کے عادی ہیں۔ ہم نے کچھ اصولی باتوں کا ذکر کیا ہے اگر یہ طے ہو جائیں تو بات طے ہو سکتی ہے۔ باقی رہیں بے سروپا ان کی لن ترانیاں؟ سو ہم ان سے بیزار ہیں۔ ان کی ان غیر ذمہ دارانہ تحریروں کو پڑھ کر ہم نے اب یہ تہیہ کر لیا ہے کہ ان کی ان عامیانہ باتوں کا جائزہ نہ لیا جائے۔ کیوں کہ یہ لوگ وقت بہت ضائع کرتے ہیں۔ تحقیق اور سنجیدہ گفتگو سے بالکل غیر مانوس ہیں اس لئے ہم آج سے ان کو الوداعی سلام کہتے ہیں۔

عزیز زبیدی وار برٹن

ابو شاہد (ایم۔اے)

تعارف و تبصرہ کتب

نام کتاب	:	خزینۃ الاصفیاء (جلد اول)
مؤلّف	:	پروفیسر خالد علوی۔ ایم اے۔ ایم او ایل
		استاذ شعبۂ علومِ اسلامیہ۔ پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور
صفحات	:	354 صفحات
ناشر	:	المکتبۃ العلمیہ. لاہور
قیمت	:	12 روپے
ملنے کا پتہ	:	المکتبۃ العلمیہ. 15 لیک روڈ. لاہور

کتاب و سنت کے سلسلے میں جن لوگوں نے دلچسپی لی ہے ان کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ منکرینِ حق، اہلِ تسلیم اور مذبذبین۔

منکرینِ حق:

انہوں نے تو سنت کے ساتھ کتاب اللہ میں بھی تشکیک کی راہ پیدا کرنے کی کوشش کی حتیٰ کہ دنیا کے دل سے ان کا اعتماد ہی اُٹھ گیا۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ یہ لوگ علمی مغالطہ میں مبتلا نہیں ہیں بلکہ اسلام دشمنی کے مریض ہیں۔

ان کا علاج دلائل کے ذریعے مطمئن کرنا نہیں ہے بلکہ تبلیغ اور قرآن و سنت پر مبنی نظامِ حیات کا مشاہدہ کرانا ہے تا کہ ان کے دلوں میں ایمان کی تحریک پیدا ہو، اِن شاء اللہ اس کے بعد اس کے سب 'بل کس' نکل جائیں گے۔

اہلِ تسلیم:

یہ وہ اہلِ اسلام ہیں جو اہلِ تسلیم ہیں اور وہ خوش قسمت اس آیت کا مرئی پیکر ہیں:

حتی یحکموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرج امما قضیت ویسلموا تسلیما (النساء)

ان کی صحیح خدمت یہ ہے کہ ان کے اس نظریہ کے مطابق ایک اسلامی نظام قائم کیا جائے تا کہ ان کی خوئے تسلیم و رضا میں مزید آب و تاب پیدا ہو، کیونکہ فکر و نظر میں استحکام، عملی مواقع مہیا کیے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذبذبین:

یہ وہ اہلِ تشکیک اور اہلِ بدعت لوگ ہیں جو سنت کے سلسلے میں ظنون فاسدہ، ریب، تذبذب اور شک و شبہات میں پڑ گئے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ قرآنِ حکیم ان کے رحم و کرم پر رہ گیا ہے۔ امام حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ (ف ۷۵۱ھ) نے **الصواعق المرسلة علی الجهمية والمعطلة** میں اس موضوع پر بمالا مزید علیہ روشنی ڈالی ہے۔ اور حق ادا کر دیا ہے۔ اس وقت راقم الحروف کے سامنے اس کی مختصر ہے جو شیخ محمد بن الموصلی نے مرتب کی تھی۔ جسے جلالۃ الملک عبد العزیز آلِ سعود کے خرچہ سے شائع کیا گیا تھا۔

ان مذبذبین کی کئی قسمیں ہیں:

ایک کا کہنا ہے کہ: چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سہو و خطا سے پاک نہیں ہیں اس لئے آپ ﷺ کی سنت شرعی ماخذ نہیں بن سکتی۔ خوارج کے اسلاف کا یہی مذہب تھا۔

ایک اور گروہ کا نظریہ یہ ہے کہ: صرف وہ حدیث قبول کی جائے گی، جو قرآن کے موافق ہو گی۔

تیسرے کہتے ہیں: متواتر احادیث تو مانیں گے، احاد نہیں۔

چوتھے طبقے کا کہنا ہے کہ صرف وہ روایات قبول کی جائیں گی جو اہل بیت کی معرفت پہنچیں گی۔

پانچویں گروہ کا خیال ہے کہ: جمل اور صفین کی لڑائیوں میں جو صحابہ شریک رہے ان کی روایات قبول نہیں کی جائیں گی۔

چھٹا ٹولہ شرط عاید کرتا ہے کہ صرف وہ روایت قبول کریں گے جن کے راوی چار ہوں اور وہ ایک دوسرے سے دور رہنے والے ہوں۔

ساتویں صاحب کہتے ہیں کہ جس روایت کے مضمون میں صحابہؓ نے نزاع نہ کیا ہو، صرف وہ روایت قبول کی جائے گی۔

آٹھواں گروہ کہتا ہے کہ صرف ان احکام میں خبر واحد قبول کی جائے جو شبہات سے ساقط نہیں ہوتے یعنی حدود میں نہیں۔ یہ معتزلہ کا مسلک ہے۔

نہم وہ طائفہ ہے جو یہ شرط عائد کرتا ہے کہ جب تک کوئی اور ثقہ راوی بیان نہ کرے خبر واحد نہیں قبول کی جائے یعنی ایک سے زائد راوی، وہ ایک ہو یا زیادہ، امام ابو بکر رازی نے اسے بعض حنفیوں کا مسلک قرار دیا ہے۔

دہم وہ ہیں جن کا اصرار ہے کہ عموم البلوی کی صورت میں خبر واحد قبول نہیں کی جائے گی، یہ احناف میں سے عیسیٰ بن ابان اور امام کرخی رحمہا اللہ کا مذہب ہے۔

گیارہویں طبقہ کا ارشاد ہے، غیر فقیہ صحابی کی روایت قبول نہیں کی جائے گی (جو قیاس کے مخالف ہو گی)

بارھویں وہ لوگ ہیں جو ان روایات کو قبول نہیں کرتے جو ان کے زعم کے مطابق ظاہر قرآن کے خلاف ہیں (الصواعق المرسلۃ ج ۲، ص ۴۳۴ تا ۴۴۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

اگر خالد علوی صاحب اس کتاب کو بھی سامنے رکھ لیتے تو انہیں انکارِ حدیث کی باریک سے باریک چالوں اور مغالطوں کے سمجھنے میں بڑی مدد ملتی۔ اگر اسی جامعیت کے ساتھ ان پر بھی روشنی ڈالی ہوتی تو کتاب کی افادی حیثیت دوبالا ہو جاتی۔

تیر ہواں ٹولہ ان لوگوں کا ہے جنھوں نے 'ردِ احادیث' کے لئے نظریہ 'توحید کو استعمال کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ: اسلام کا نصب العین یہ ہے کہ عبد اور معبود کے درمیان دوسرا کوئی واسطہ نہ رہے، ان کا مقصد ہے کہ حدیث و سنت کو بھی درمیان میں سے اُٹھا دیا جائے، ورنہ توحید کا اتمام نہیں ہو گا۔ یہ مسلک ہندوپاک کے منکرینِ حدیث کا ہے جن کے سرخیل آج کل جناب غلام احمد پرویز ہیں، ان کے دلائل اور بول تقریباً وہی ہیں جو امام ابن القیم کے بیان کردہ طبقات نے مہیا کئے ہیں، گویا کہ محترم پرویز 'خاتم المنکرین' ہیں۔

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

زیر نظر کتاب 'حفاظت حدیث' پاک وہند کے ان ہی منکرین حدیث کو سامنے رکھ کر ان کے وساوس اور تلبیسات کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔

ہمارے دوست خالد علوی فاضل نوجوان ہیں جو کبھی 'پرویزیت گزیدہ' بھی رہے ہیں جس کا انہوں نے کتاب کے دیباچے میں بھی ذکر کیا ہے کہ بالآخر مولانا مودودی کی تحریر 'منصبِ رسالت' کے مطالعہ سے متاثر ہو کر منکرین کے نرغے سے نکلے ہیں۔

فاضل موصوف نے کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، ایک میں مقامِ حدیث کے عنوان سے ضرورتِ حدیث اور اس کی اہمیت کو دلائل سے واضح فرمایا ہے اور منکرین کے بنیادی مغالطات کی قلعی کھولی ہے اور دوسرے 'حفاظتِ حدیث' میں منکرین کے اس واویلا کا جائزہ لیا ہے کہ: جب حدیث خود حضور ﷺ نے مرتب کر کے نہیں دی تو لوگوں کا کیا اعتبار؟ سہو و خطا کے امکان کے ہوئے ہوئے اس کو کیسے ماخذ دین بنایا جا سکتا ہے۔

کتاب کا اسلوب استدلال علمی، منطقی اور قرآنی ہے۔ انداز بیان آسان، عام فہم، عبارت نہایت شستہ و رواں ہے دلائل میں کافی جامعیت ہے۔

عزیز محترم پروفیسر علوی صاحب نے یہ انکشاف کیا ہے کہ: منکرین حدیث چاہتے ہیں۔

"لوگوں کو حدیث سے بدظن کر کے فقط قرآن تک محدود رکھا جائے تا کہ قرآن کی من مانی تاویل کے لئے گنجائش نکل سکے۔" (ص ۱۱)

ہم بہر حال منکرین کی اس نیک نیتی سے واقف نہیں ہیں جس کا علوی صاحب نے ذکر کیا ہے۔ لیکن ہم اسے تسلیم کئے دیتے ہیں کیونکہ جناب فرماتے ہیں کہ وہ ان کے ہاں سے تشریف لا رہے ہیں۔ صاحب البیت ادری مافیہ۔

زیرِ نظر کتاب کے بعض مقامات میں بڑی دلکشی، سوز، ادبی چاشنی اور دلچسپ تلمیحات ملتی ہیں کہ پڑھ کر طبیعت وجد میں آ جاتی ہے۔ پرویز کی آغوش، خدا فراموش ماحول اور خود فراموش نظامِ تعلیم کے نرغے میں رہ کر ہم سوچتے ہیں کہ:

جناب پرویز کی ساحرانہ آغوش، ماحول خدا فراموش اور نظام تعلیم خود فروش جیسے نرغوں سے نکل کر کتاب و سنت کی یوں خدمت کرنا، یہ رب کی دین اور توفیقِ الٰہی کا کرشمہ ہے، جس پر ہم عزیز موصوف کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

علامہ موصوف نے شروع میں لکھا ہے کہ مدارس نظامیہ میں سوال کرنا گستاخی تصور کیا جاتا ہے (ص ۶) ہمارے لئے انکشاف ذاتی تجربہ اور مشاہدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

کے بالکل خلاف ہے، جتنی آزادی یہاں ہے شاید ہی اور کہیں ہو۔ ہاں احترام ضرور ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ بخلاف جدید درس گاہوں کے۔ ایک اور مقام پر فاضل موصوف لکھتے ہیں کہ:

جمع احادیث کا اصل سبب خود حضور ﷺ کی جاذب اور محبوب شخصیت تھی۔ مسلمانوں کو آپ سے جو قدرتی اور والہانہ محبت تھی اس کے نتیجے میں احادیث کی تدوین ہوئی (ص ۱۲ ملخصاً)

ہمارے نزدیک اسے اگر یوں بیان کیا جائے تو زیادہ بہتر رہے گا کہ: محبت کے ساتھ شرعی ضرورت تدوینِ حدیث کی موجب بنی۔ یعنی محبت کا تقاضا تھا کہ محبوب کی باتیں کی جائیں، شرعی ضرورت تھی کہ زندگی کے مختلف مرحلوں میں ان سے شرعی رہنمائی حاصل کی جائے۔

اہلِ تعطیل نے خدا کو تخلیق کے بعد معطل کر کے رکھ دیا اور ہمارے منکرین حدیث وہ اہلِ تعطیل ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کو معطل کر کے رکھ دیا ہے کہ ان کی پاک زندگی کو اپنی امت کے لئے بالکل غیر متعلق شے بنا دیا ہے۔ خدا ان کو سمجھ دے۔

(۲)

نام کتاب	:	اسلام کا معاشرتی نظام
مؤلف	:	پروفیسر خالد علوی
صفحات	:	388 صفحات
ناشر	:	المکتبۃ العلمیہ. لاہور
قیمت	:	9 روپے
ملنے کا پتہ	:	المکتبۃ العلمیہ. 15 لیک روڈ. لاہور

اسلام دین رہبانیت نہیں ہے اور نہ اس کی حیثیت پرائیویٹ مذہب کی ہے بلکہ یہ ایک جامع نظام حیات ہے جو انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہے، انفرادی ہوں یا اجتماعی۔ عہد حاضر نے، انسان کی منفرد حیثیت کو گو ختم نہیں کیا لیکن ابنائے جنس کے ساتھ اس کے میل ملاپ میں اتنا امتزاج پیدا کر دیا ہے کہ اب اس کی الگ حیثیت دھندلا گئی ہے۔

معاشرتی نظام سے مراد ایک ایسا سلیقہ حیات ہے جس میں باہمی حقوق اور حدود کا تعین کیا جاتا ہے، جو جس ذہن اور استعداد کا مالک تھا، اس نے اسے خود ہی اپنے رنگ میں ترتیب دیا لیکن خدا سے پوچھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی، اس لئے دنیا میں جتنے غیر اسلامی نظام معاشرت پائے جاتے ہیں وہ بس ایک 'گزارہ' ہیں، نظام نہیں ہیں، کیونکہ ان میں نظام والی جامعیت اور خاصیت والی بات نہیں ہے۔ ان کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ ان میں خدا کے حقوق اور تعلق کی کوئی نشاندہی نہیں کی گئی، دوسرا یہ کہ ان سب کی حیثیت حقیقۃً غیر سرکاری کی ہے، کیونکہ وہ ایک غالب مگر محدود گروپ کی مرضی اور خواہشات پر مبنی ہوتے ہیں اس لئے ان سب کی حیثیت حقیقۃً غیر سرکاری کی ہے، کیونکہ وہ ایک غالب مگر محدود گروپ کی مرضی اور خواہشات پر مبنی ہوتے ہیں اس لئے اس امر کی ضرورت تھی کہ دنیا کو ایک ایسے نظامِ معاشرت سے آگاہ کیا جاتا جو جامع بھی ہو اور غیر جانبدار نہ بھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

اس کے دوش پر کسی فرد واحد یا چند افراد کے مفاد کی ضیافت طبع کے سامان کرنے کا بوجھ نہ ہو۔ بلکہ بے آمیز اور بے لوث ہو اور سب کے لئے یکساں ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسا نظام صرف وہی ذات مہیا کر سکتی ہے جو سب کی مالک، خالق اور مربی ہے۔ یعنی خدا۔

بس کتاب 'اسلام کا معاشرتی نظام اسی سلسلے کی ایک کڑی اور کوشش ہے، جس میں معاشرتی نظام کی ضرورت اس کے تاریخی مختلف ادوار اور سب کی جداگانہ خصوصیات کے بعد اسلامی نظام معاشرت کی جامعیت اہمیت، افادیت اور اس کے انواع و اقسام کی پوری پوری نشاندہی کی گئی ہے۔

وحدت نسل انسانی اور اس کی فکری وحدت، شرف انسانیت کے متعلقات، اس کے بعد معاشرتی اداروں کی تفصیل کا ذکر ہے۔ مثلاً خاندان، حقوق نسواں، حقوق والدین، اولاد، قرابت داروں، مساجد، مکاتب، ریاست کے حقوق و حدود کا تفصیلی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ آخر میں 'ثقافت کی تشریح اور اسلامی ثقافت کا مابہ الامتیاز بتایا گیا ہے۔ اور یہ بحث بالخصوص قابلِ دید ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس فاضل نوجوان کو خدمتِ دین کی مزید توفیق دے اور اپنی جناب سے اس کو خصوصی اجر جزیل عنایت کرے۔

اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے، بلکہ چاہئے کہ ہر مسلم اس کا مطالعہ کرے اور اسے اپنے پاس رکھے۔ جو لوگ اسلام کو ایک فرسودہ اور دقیانوسی نظام تصور کرتے ہیں، اس کے مطالعہ کے بعد ان کو یقیناً اپنی غلطی کا احساس ہو جائے گا۔

مختلف ادیان اور اقوام کے معاشرتی نظاموں کے جو تقابلی ابواب پیش کئے گئے ہیں ان کا مطالعہ ان لوگوں کو بالخصوص ضرور کرنا چاہئے جو اسلام کے بجائے اغیار کی تہذیب کے گن گاتے رہتے ہیں۔

اس کتاب میں 'انگریزی' کتابوں کے حوالوں کی بڑی بھرمار ہے، گو یہ کچھ بری بات نہیں لیکن مصلحت اسی میں ہے کہ اب اقوام مغرب کو استناد کی حدود سے باہر دھکیل دیا جائے بلکہ جب تک مسلمان ایک غالب تہذیب کی حیثیت سے نہیں ابھرتے اس وقت تک مغربی مفکرین کو اُٹھا کر بالکل پس پردہ پھینک دیا جائے تاکہ کم از کم ہماری نئی نسل 'معیار و استناد' کے لئے اغیار کی طرف دیکھنے کی فرصت نہ پا سکے، یقین کیجئے! گھر میں بہت کچھ ہے ان کو آوارہ صحرانوردی کے خبط سے بچائیے۔

(۳)

نام کتاب	:	تحریک جامع محمدی۔ فکر و فلسفہ
تالیف	:	سید محمد متین ہاشمی (ایم۔اے)
صفحات	:	28 صفحات
قیمت	:	4 روپے
ناشر	:	شعبۂ تصنیف و تالیف، جامعہ محمدی شریف، جھنگ، پاکستان

مولانا محمد ذاکر ایم۔ این۔ اے۔ نے ۱۳۵۲ھ میں ضلع جھنگ کی ایک قدیم بستی محمدی شریف میں ایک دینی دار العلوم کی بنیاد رکھی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج یہ دینی دار العلوم ایک تحریک کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ شیخ الجامعہ مولانا محمد متین ہاشمی نے اس تحریک کے فکر و فلسفہ پر یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

کتاب لکھی ہے۔

امتِ مسلمہ کی تباہی کا سب سے بڑا سبب افتراق و انتشار ہے۔ تحریک جامعہ محمدی کے فکر و فلسفہ میں 'اتحاد بین المسلمین' کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ اسی طرح آج ہمارا معاشرہ دین اور دنیا کی تفریق کا شکار ہے اور ہمارے مروجہ نظام ہائے تعلیم اس خلیج کو بڑھا رہے ہیں۔ دینی دار العلوموں سے فارغ التحصیل ہونے والے دنیوی معاملات سے کورے ہوتے ہیں اور کالجوں کے پڑھے لکھے لوگ اسلام کے بارے میں کوئی قابلِ رشک معلومات نہیں رکھتے۔ جامعہ محمدی قدیم و جدید اور دین و دنیا کا امتزاج چاہتی ہے۔

کتاب میں تاریخی پس منظر کے ساتھ قدیم و جدید کی آمیزش پر زور دیا گیا ہے اور اتحاد کے لئے شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے فلسفہ 'الجمع بین المختلفات' کو لائحہ عمل بنانے کی دعوت دی گئی ہے۔ مولانا ہاشمی نے کامیابی سے 'جامعہ محمدی' کا تعارف پیش کیا ہے۔

دورانِ مطالعہ مندرجہ ذیل خامیاں محسوس ہوئی ہیں جنہیں اگلے ایڈیشن میں درست کر دیا جائے تو کتاب کی وقعت بڑھ جائے گی۔

1. مؤلف نے فقہی مسالک میں 'دہلوی فقہ' کا عنوان قائم کیا ہے۔ دہلوی فقہ، حنفی فقہ ہی ہے۔
2. فتاویٰ تاتار خانیہ کے مؤلف حنفی تھے۔ اسی طرح فتاویٰ عالمگیری بھی حنفی مسلک کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔
3. کتاب میں کہیں ہجری سن لکھا گیا ہے اور کہیں عیسوی۔ مثال کے طور پر ص ۸ پر جامعہ کی تاریخ تاسیس ۱۸ محرم ۱۳۵۲ھ بتائی گئی۔ ص ۱۰ پر لکھا ہے اس کے مقاصد و عزائم ۱۹۴۸ء میں رجسٹرڈ کرائے گئے۔ ہر دو جگہ ایک ہی کیلنڈر عیسوی یا ہجری استعمال ہوتا تو قاری درمیانی عرصے کا صحیح اندازہ کر سکتا۔
4. 'اطلبوا العلم ولو كان بالسين' مشہور مقولہ ہے اسے حدیث قرار دینا درست نہیں۔
5. برصغیر میں مسلمانوں کا دورِ زوال اورنگ زیب عالمگیر کی وفات ۱۷۰۷ء سے شروع ہو گیا تھا۔ ص ۳۶ پر ۱۷۱۲ء کو دورِ تنزّل کا آغاز قرار دیا گیا ہے۔
6. 1951ء میں کراچی میں ۳۱ علماء شریک ہوئے تھے اور اسلامی دستور کے ۲۲ بنیادی نکات پیش کئے تھے۔ ص ۱۱۳ پر تعدادِ علماء ۲۷ بتائی گئی ہے۔

علاوہ ازیں ہماری رائے میں 'الجمع بین المختلفات' کے فلسفہ کا محرک تو بڑا نیک جذبہ ہے اور مرض 'انتشار' کی تشخیص بھی درست ہے لیکن پیش کردہ علاج صرف اوپری عوارض تک محدود ہے۔ لہٰذا جب تک بنیادی خرابی اور جڑ کا مداوا نہ کیا جائے اتحاد کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے گا۔ قرآن کریم نے افتراق کا باعث تو واقعی 'بغياً بينهم' کو قرار دیا ہے لیکن اس کا علاج باطنی طور پر 'تقویٰ' اور ظاہری طور پر اعتصام بحبل اللہ' بتایا ہے جو تقویٰ ہی کی بنا پر ممکن ہوتا ہے۔ اسی لئے واعتصموا بحبل الله جميعا سے پہلے اتقوا الله کا ارشاد فرمایا۔ تقویٰ کی مثبت صورت اللہ کے لئے یکسوئی یعنی توحید اور خیفیت ہے گویا اتحاد کا انحصار توحید پر ہے اور توحید کا پورا نقشہ دین ابراہیمی کی آخری اور مکمل صورت سنتِ رسول اللہ ﷺ میں ہی ملتا ہے۔ لہٰذا تمام اختلافات کا حل اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے گہری وابستگی یا دوسرے لفظوں میں صرف 'اتباعِ کتاب و سنت' ہے۔ زیر تبصرہ کتاب میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

مسلک اعتدال کے ذیل میں جس رواداری کا ذکر کیا گیا ہے اس سے موجودہ حالات میں منافقت کا بھی اندیشہ ہے جو ایک خطرناک مرض ہے اور انتشار کا سبب بھی۔ اس لئے اگر معتقدات یا معمولات میں مداہنت کی تلقین کی بجائے جذبۂ اتباع کتاب و سنت بیدار کیا جائے تو خود ہی شخصی اختلافات کی شدت کم ہو کر اتحاد زور پکڑے گا اور بے لاگ تحقیق کا میلان پیدا ہوا۔ جس سے نہ صرف مسائل میں عوام کا الجھاؤ کم ہو کر باہمی نفرت و تعصب میں تخفیف ہو گی او فتویٰ بازی کا میدان ٹھنڈا پڑ جائے گا بلکہ مسائل میں بھی الاھم فالاھم کی بنیاد پر زور دیا جائے گا صرف مابہ الاشتراک کی تلاش تو فوضویت (انتشار) کا موجب ہوتی ہے نیز دنیا بھر کے مسلمانوں کا مشترکہ سرمایہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کتاب و سنت ہی ہیں اور انہی سے حقیقی وابستگی باہمی دلبستگی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ (مدیر)

(۴)

نام کتاب	:	دو ماہی 'اسلامی تعلیم' ڈاکٹر محمد رفیع الدین نمبر
مرتب	:	مظفر حسین
صفحات	:	88صفحات
قیمت فی شمارہ	:	2روپے
سالانہ چندہ	:	10روپے
ناشر	:	آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس ۷. فرینڈز کالونی ملتان روڈ. لاہور

ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم ایک بلند پایہ فلسفی تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ مستقبل کا انسان قرآنی 'نظریہ کائنات' کے علاوہ ہر نظریہ کائنات کو عہد قدیم کی جہالت قرار دے گا (انتساب قرآن اور علم جدید) مرحوم نے اسلامی فلسفہ کائنات کی تشریح و توضیح میں عمرِ عزیز کا ایک حصہ گزارا۔ دو ماہی 'اسلامی تعلیم' ان کے افکار و نظریات کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہے۔ زیر نظر اشاعت ڈاکٹر مرحوم کی یاد میں مختص ہے۔ آغاز میں ڈاکٹر صاحب کا مختصر تعارف اور ان کا عکسِ تحریر پیش کیا گیا ہے۔ مدیر رسالہ جناب مظفر حسین صاحب کے مختصر اور پُر زور اداریہ کے بعد مضامین شروع ہوتے ہیں۔ عبدالحمید کمالی عباد اللہ فاروقی مرحوم اور ندیم کے مضامین شامل اشاعت ہیں جن میں ڈاکٹر صاحب کے نظریات کی تفہیم و تشریح کی گئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے چار مختصر مضامین قومی کردار، مستقبل کا نعرۂ انقلاب، اسلام میں آزادی اور ترقی کا مفہوم اور نظریاتی تعلیم پرچے کا اہم جزو ہیں۔

(۵)

نام کتاب	:	ایک لمحہ فکریہ
تالیف	:	عبدالحمید صدیقی و نعیم صدیقی
قیمت	:	۴۰ پیسے
صفحات	:	۴۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

ناشر : مکتبہ معاویہ، ٦/١١ بی ون ایریا، لیاقت آباد کراچی نمبر ١٩

اعلانِ تاشقند کے بعد مایوس کن فضا میں 'حزبِ اختلاف' نے لاہور میں 'نیشنل کانفرنس' بلائی تھی۔ جس میں مشرقی و مغربی پاکستان کے آٹھ سو مندوبین نے شرکت کی تھی۔ اس کانفرنس میں جناب نعیم صدیقی نے فکر انگیز تقریر کی تھی کہ جذبات کے ساتھ ساتھ ٹھنڈے دل سے حالات کا جائزہ لیا جائے۔ ان کی یہ تقریری بے حد پسند کی گئی تھی۔

مارچ ١٩٦٦ء میں عبد الحمید صاحب نے 'ترجمان القرآن' میں کانفرنس اور حالات کا تجزیہ کیا تھا۔ 'مکتبہ معاویہ' نے افادۂ عام کی خاطر نعیم صدیقی صاحب کی تقریر او عبد الحمید صاحب کا مقالہ یکجا شائع کیا ہے۔

آج بنگلہ دیش کی منظوری کے بعد ہمارے ملک کی سیاسی فضا میں وہی ہیجان اور کھچاؤ پایا جاتا ہے جو معاہدہ تاشقند کے بعد تھا۔ ان حالات میں یہ کتابچہ اہل علم و نظر کے لئے واقعی ایک لمحہ فکریہ ہے۔

(٦)

نام کتاب : رجب کے کونڈوں کی حقیقت

صفحات : 32 صفحات

قیمت : 40 پیسے

ناشر : مکتبہ معاویہ، ٦/١١ بی ون ایریا، لیاقت آباد کراچی نمبر ١٩

بعض نادان اہل سنت میں یہ رسم ہے کہ ٢١ رجب کی شب کو میدہ، شکر اور دودھ گھی وغیرہ ملا کر ٹکیاں پکائی جاتی ہیں اور ان ٹکیوں پر امام جعفر صادقؒ کی فاتحہ پڑھی جاتی ہے اور ٢٢ رجب کی صبح عزیز و اقارب کو بلا کر کھلائی جاتی ہیں۔ اس رسم سے مقصود یہ ہے کہ اس طرح حاجات حل ہو جاتی ہیں۔

زیر نظر کتابچہ میں بتایا گیا ہے کہ یہ ایک بدعت ہے اور دشمنانِ صحابہؓ نے اسے رائج کیا ہے۔ ٢٢ رجب حضرت امیر معاویہؓ کا یوم وفات ہے اور دشمنانِ صحابہؓ کونڈوں کا اہتمام کر کے در حقیقت خوشی مناتے ہیں جس میں نادان اہل سنت بھی شامل ہو جاتے ہیں۔

کتابچہ کے آغاز میں علمائے اہل سنت کے فتاویٰ شامل ہیں جنہوں نے اس رسم کو بدعت قرار دیا ہے۔ آخر میں حضرت معاویہؓ کے فضائل مختصراً بیان کر دیئے گئے ہیں۔

(٧)

نام کتاب : میلاد النبی

صفحات : 52

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

قیمت : ایک روپیہ ۸۷ پیسہ

نام کتاب : دو عیدین (عید الفطر اور عید الاضحیٰ)

صفحات : 69

قیمت : دو روپیہ انیس پیسہ

ناشر : مکتبہ ظفر ناشران قرآنی قطعات بالمقابل جامع مسجد محلہ فیض آباد گجرات

مولانا ابو الکلام آزادؒ کے مضامین و مقالات کے مجموعے جس کثرت سے شائع ہوئے ہیں۔ اسی قدر کتابت و طباعت میں کور ذوقی کا ثبوت دیا گیا ہے۔ مولانا کے گراں قدر مضامین اور تصانیف کی اشاعت صُوری طور پر اسی انداز پر ہونی چاہئے تھی جس کو وہ مستحق ہیں۔ مکتبہ ظفر کی شائع کردہ یہ دونوں کتابیں دیکھ کر طبیعت خوش ہوتی ہے۔ ناشر نے حسنِ ذوق کا ثبوت دیا ہے۔ دو رنگوں میں آفسٹ کی طباعت ہے۔

جہاں تک موضوعات کا تعلق ہے۔ عنوانات سے واضح ہیں۔ مولانا آزاد کی تحریر پر کچھ لکھنا چھوٹا منہ اور بڑی بات کے مترادف ہے۔

(۸)

نام کتاب : اسلام کا تعارف

مؤلف : وحید الدین خان

صفحات : 32 صفحات

قیمت : 40 پیسے

ناشر : مکتبہ معاویہ، ۶/۱۱ بی ون ایریا، لیاقت آباد کراچی نمبر ۱۹

وحید الدین خان مدیر ہفت روزہ 'الجمعیت' دہلی اپنی کتاب 'علم جدید کا چیلنج' کی وجہ سے خاصے معروف ہیں۔ ان کا یہ دلچسپ مضمون 'مکتبہ معاویہ' نے تبلیغی غرض سے شائع کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com